ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اپریل 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 04

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

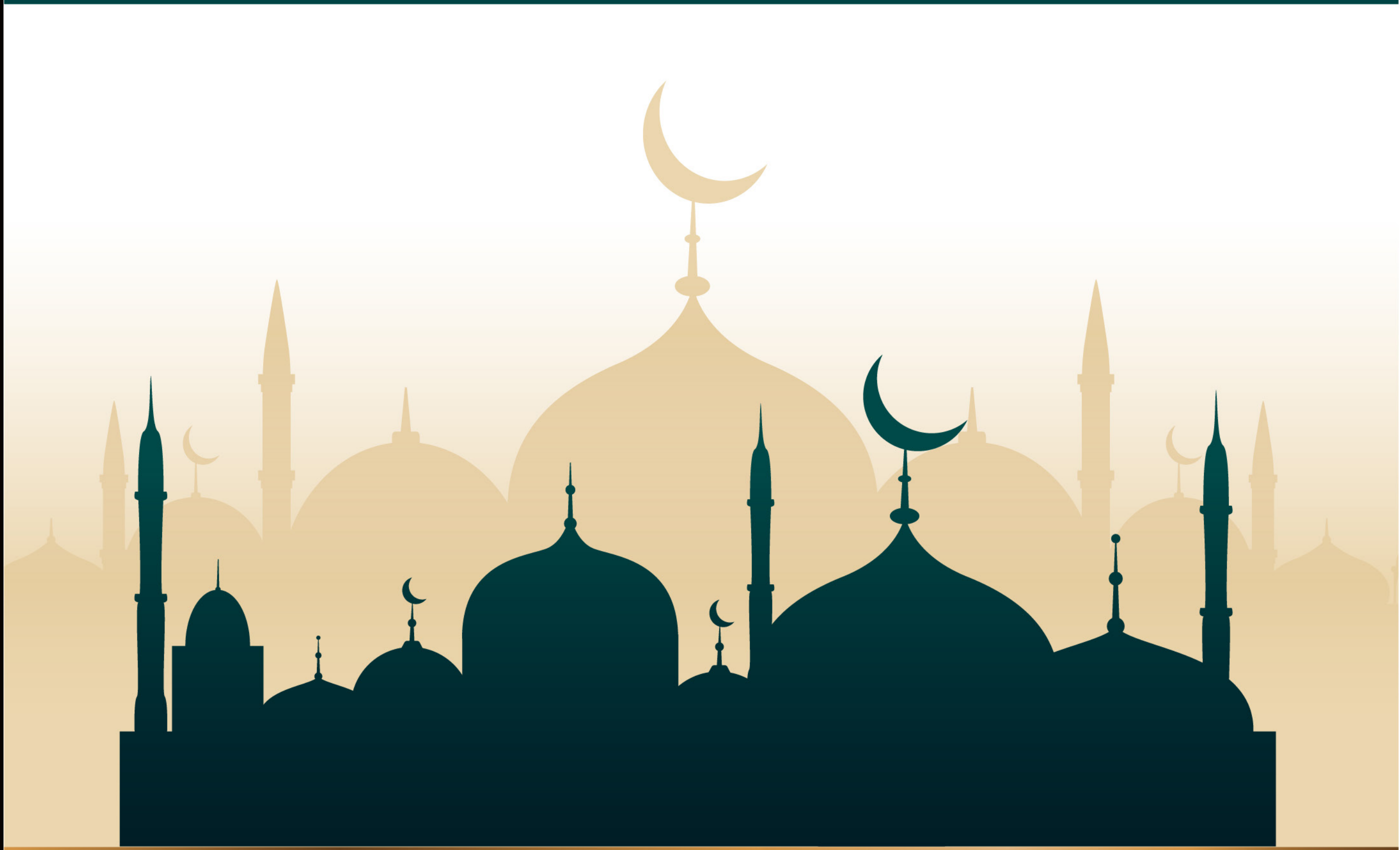

پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے (البقرہ:186)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’مجھے الہام ہوا کہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ یعنی تمہارے لئے سلامتی ہے، خوش رہو۔

پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے بتلایا کہ اس کے ان ناموں کا ورد کیا جائے۔

يَا حَفِيظُ. يَا عَزِيزُ. يَا رَفِيقُ

رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا‘‘۔

(البدر جلد 2 نمبر 35 صفحہ 280 مورخہ 18 ستمبر 1903ء)

’’اے غافلو یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی ہے اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دُور ہوتی ہے۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی ہے اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے، مگر صرف زمینی کوششیں کافی نہیں۔ ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے۔ یہ بلا اُسی کے ارادے سے ملک میں پھیلی ہے۔ کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہے گی اور اپنے رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کرے گی اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ دار نہیں۔ سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو۔ چاہیے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے دل نرم ہو جائیں‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 182-183۔ اشتہار نمبر 243 مطبوعہ 2019ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ نے کورونا وائرس کے باعث حکومتی ہدایات کے بعد مؤرخہ 27 مارچ 2020ء بروز جمعۃ المبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے ہی جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے لیے ایک خصوصی پیغام ارشاد فرمایا جسے خطبہ جمعہ کے وقت ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کیا گیا۔حضورانور ایدّہ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کے بعض حصّے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہیں، حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”آج کل وائرس کی وبا پھیلنے کی وجہ سے دنیا میں بہت ساری حکومتوں نے پابندیاں لگائی ہیں اور یہاں برطانیہ کی حکومت نے بھی پابندی لگائی ہے کہ مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں ہوسکتی یا اگر ہوسکتی ہے تو دو یا چند افراد سے زیادہ نہ ہوں اور وہ بھی قریبی لوگ ہوں۔ ابھی قانون واضح نہیں ہو رہا۔ ....اِن حالات میں باقاعدہ جب تک واضح نہیں ہو جاتا جمعہ ادا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جمعہ میں بھی بعض چیزیں وضاحت طلب ہیں۔ اس لیے میں نے آج مشورے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ دفتر سے ہی خطبہ کے بجائے ایک پیغام کی شکل میں آپ سے بات کرلوں اور مخاطب ہو جاؤں۔ جمعہ باقاعدہ نہ پڑھا جائے“۔

”افراد جماعت کو بھی میں یہ کہوں گا کہ جہاں حکومت نے اس بیماری کی وجہ سے مسجد میں آنے پر پابندی لگائی ہے... ایسی صورت میں گھروں میں احباب جماعت کو چاہیے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اَور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے“۔

”ہمیں یہ دن اپنی گھریلو زندگی کو، اپنی حالتوں کو سنوارتے ہوئے اور بچوں کی تربیت کرتے ہوئے گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایم۔ٹی۔اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں“۔

”حکومت نے عوام کی بہتری کے لیے، آپ کی صحتیں قائم رکھنے کے لیے جو ہدایات دی ہیں، جو قانون بنائے ہیں اس کی بھی پوری پابندی کریں اور سب سے بڑھ کر جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبات میں کہا تھا کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دعاؤں سے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر سکتے ہیں اور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں اور یہی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے اور ایسے حالات میں بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ سب سے زیادہ ضروری بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کا ایک بہت بڑا ہتھیار ہمیں دیا ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور اس طرف توجہ دینی چاہیے“۔حضورِ انور نے اپنے خصوصی پیغام کا اختتام ان الفاظ پر فرمایا:

”یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے، اللہ تعالیٰ اس وباء سے دنیا کو جلد پاک کرے اور سب دنیا کو انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور سب خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ (ماخوذ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل 31 مارچ 2020ء صفحہ اوّل)

اخبار احمدیہ

لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

شعبان 1441ہجری قمری | اپریل 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 04 | شہادت 1399ہجری شمسی

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

سرِورق

مرزا لطف القدوس

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main,Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

فہرست مضامین

قال اللہ، قال الرسول ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام	04
تبرکات	05
نظم: وہ رہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے	06
رمضان المبارک کی اہمیت و فضیلت	07
احکام و مسائل رمضان	09
تلاوتِ قرآن کریم اُسوہ رسول ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں	13
سائنسی طریق پر رؤیت ہلال	16
رمضان اور عید کے چاند کی رؤیت	17
کورونا وائرس کے اثرات و مضرات اور اس کا علاج	20
یوم مسیح موعودؑ کے موقع پر جماعت احمدیہ جرمنی کا خصوصی جلسہ	23
کورونا ٹاسک فورس	23
خوش نصیب بستی NAHE	24
جماعت احمدیہ مہدی آباد	25
مہدی آباد: زمین کی خرید سے قانونی مراحل تک	28
مسجد بیت البصیر: سنگِ بنیاد اور تعمیر	35
افتتاح مسجد بیت البصیر مہدی آباد	39
مہدی آباد کا تعمیراتی ماسٹر پلان	47
اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی	48
بلانے والا ہے سب سے پیارا	48

سرورق پر سبھی خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

09

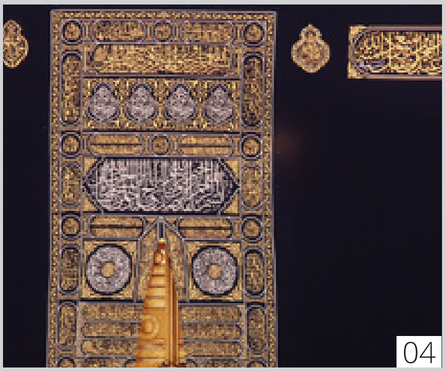

04

17

13

37

30

39

40

28

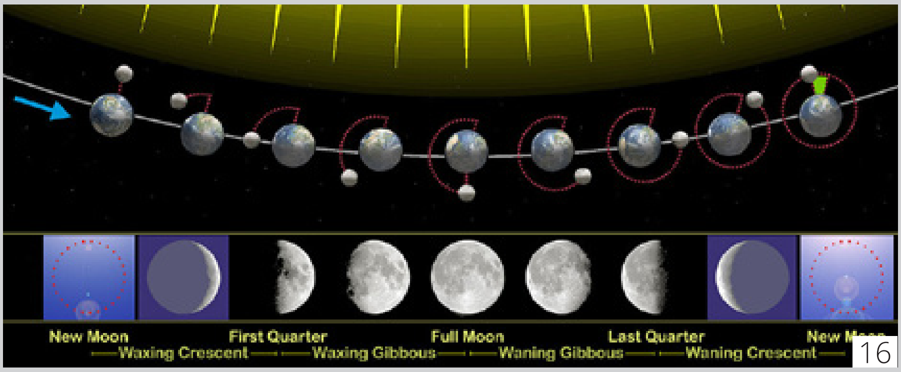

16

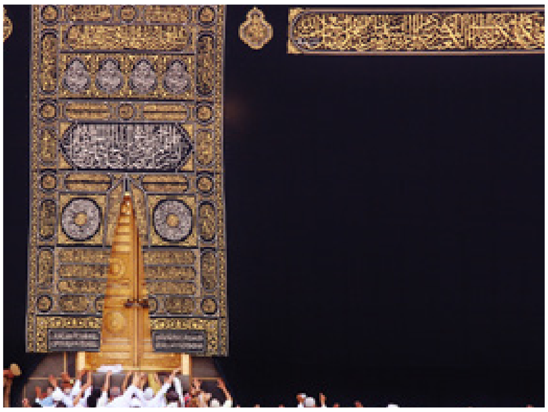

قال اللہ جلّ جلالہٗ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (البقرہ:184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِیمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

(بخاری، کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂِ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِّنظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور نہیں رکھتے اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے غذا انہیں مل جاوے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 306۔ الحکم جلد 11 نمبر 2 مؤرخہ 17 جنوری 1907ء صفحہ 9)

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں''۔ (الحکم 24/جنوری 1901ء، صفحہ 5)

''روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور رُوح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز وگداز پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں''۔

(البدر 8جون1905ء، ملفوظات جلد چہارم صفحہ 292،293 ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''روزہ ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِی (بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم) روزہ میرے لئے ہے کیونکہ روزے میں خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ اس کی کوئی عورت ہے۔ ایسا ہی روزہ دار بھی تھوڑے وقت کے واسطے محض خدا کی خاطر بنتا ہے۔ استعینوا بالصبر (البقرۃ:46) میں بھی صبر کے معنے روزے کے کئے گئے ہیں۔ روزے کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے''۔ (خطبات نور صفحہ 400)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہیں۔ صبح کے وقت جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے خلعتوں کے بھرے ہوئے تھال لا کر دیتے ہیں اور شام کو بھی جب ہم روزہ افطار کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے خلعتوں کے تھال لے کر آتے ہیں اور بندے کو دیتے ہیں اور جو انسان روزہ سے بچنا چاہتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کے انعاموں سے بچتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی خلعتوں سے بچتا ہے۔ پس چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے زیادہ سے زیادہ روزے رکھے جائیں اور رمضان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ (خطبات محمود جلد 23 صفحہ 392)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''اور ایک وہ گروہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی چالاکی سے اپنے رب کو خوش کر سکتا ہے مثلاً بیماری ایسی نہیں کہ جس میں روزہ چھوڑنا جائز ہو لیکن ایک ایسا آدمی جو بہانہ جُو ہے وہ اس قسم کی بیماری میں روزہ چھوڑ دیتا ہے وہ بھی ایک مسئلہ خود تراشتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اتنی بیماری روزہ چھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ یہ طریق غلط ہے۔ طبیعت میں بہانے کی جستجو نہیں ہونی چاہئے بلکہ نیت یہ ہونی چاہئے، خواہش یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جس رنگ میں اور جس قدر عبادت ہمارے لئے فرض قرار دی ہے یا جو ہمارے لئے سُنّت بنائی گئی ہے ہم اتنی ہی عبادت کریں گے مگر بشاشت اور خوشی سے کریں گے اور اس نیت سے کریں گے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے لیکن اگر کوئی آدمی یہ سمجھتا ہے کہ بہانے جس طرح انسان کے سامنے چلتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی چل سکتے ہیں تو وہ احمق بھی ہے اور ظالم بھی ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کو پہچانتا نہیں وہ اس کے عرفان سے دور ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اکتوبر 1971ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''جماعت احمدیہ میں روزوں کی طرف بالعموم توجہ کم ہے اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ غیر احمدی علماء نے روزوں پر اتنا زیادہ ضرورت سے بڑھ کر اور اعتدال سے آگے نکل کر زور دیا ہے کہ اس کا ردّعمل پایا جاتا ہے اور روزں کے معاملہ میں چونکہ اتنی سختی نہیں کرنی اس لئے جتنی کرنی چاہئے اس سے بھی گر گئے ہیں۔ اور یہ بہت ہی ایک تکلیف دہ شکل ہے کیونکہ درحقیقت روزہ تو عبادت کا معراج ہے۔ روزہ سب عبادتوں میں افضل ہے۔ اس میں ساری عبادتیں سمٹ جاتی ہیں اور تمام عبادتیں اپنے عروج تک پہنچ کر روزہ کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ اس سے اوپر صرف ایک حج کا مقام ہے اور حج کے بعد روزہ کا مقام آتا ہے، باقی سب عبادتیں ان دونوں کے تابع آتی ہیں''۔

(خطبات طاہر جلد 5 ص 384)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''بعض لوگ سستی کی وجہ سے یا کسی عذر یا بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے۔ ان کو خیال آجاتا ہے کہ روزے رکھنے چاہئیں۔ بعض لوگوں کو ایک عمر گزرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک عمر گزار دی۔ صحت تھی، طاقت تھی، مالی وسعت تھی، تمام سہولیات میسر تھیں اور روزے نہیں رکھے۔ تو مجھے جو نیکیاں بجالانی تھیں نہیں ادا کرسکا تو اب کیا کروں؟ تو ایسا ہی ایک شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ مَیں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا اس کا کیا فدیہ دوں؟ فرمایا: خدا ہر شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا''۔

(البدر جلد 1 نمبر 12 بتاریخ 16/جنوری 1903ء خطبہ جمعہ 24/اکتوبر 2003ء)

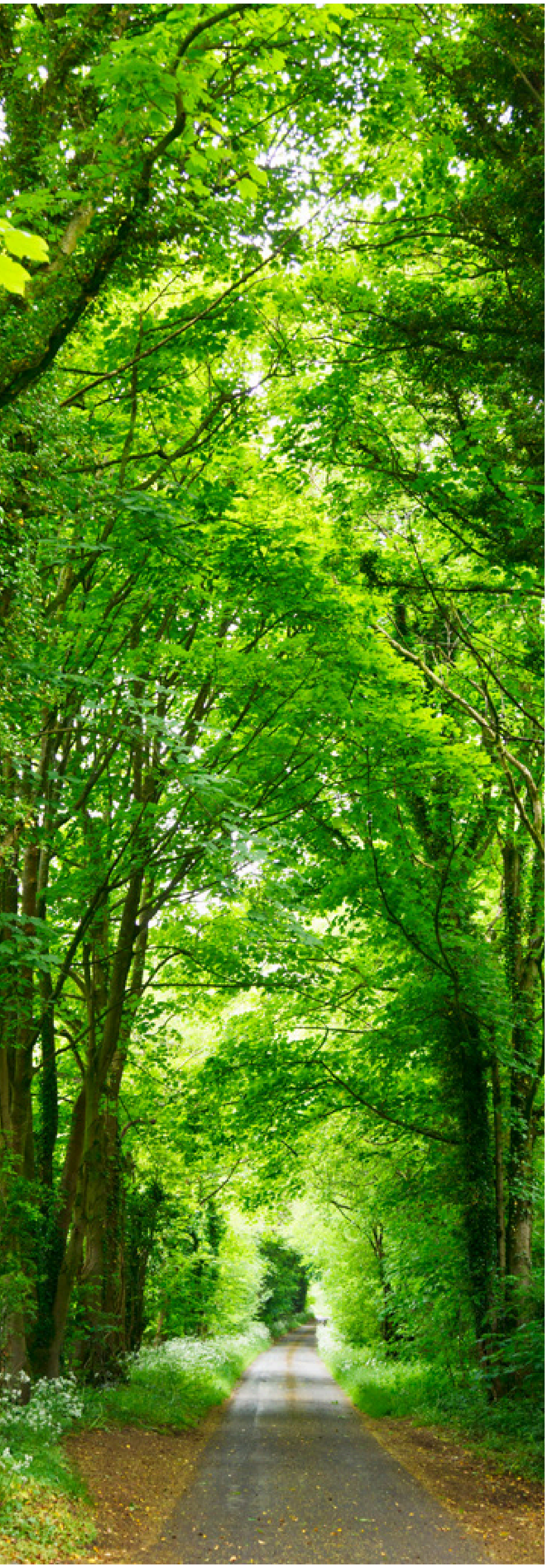

وہ رَہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے

وہ رَہ جو ذاتِ عزّوجل کو دکھاتی ہے
وہ رَہ جو دِل کو پاک و مُطہّر بناتی ہے

وہ رَہ جو یارِ گم شُدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ رَہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ رَہ جو اس کے ہونے پہ مُحکم دلیل ہے
وہ رَہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے

افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہو گئی
ظلمت جو تھی دِلوں میں وہ سب نور ہو گئی

جو دَور تھا خَزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے

جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اَٹ گئی

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اِس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لَد گئے

(انتخاب از درِثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

رمضان المبارک کی اہمیّت و فضیلت

”آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری اُمّت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی! رمضان کے فضائل کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزیّن کیا جاتا ہے۔ (معجم الکبیر جلد 22 صفحہ 389-388 حدیث 967 ابومسعود الغفاری مطبوعہ دار الاحیاء التراث العربی بیروت)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتسابا من الایمان حدیث 38)

اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔

پس رمضان کی فضیلت نہ صرف مہینے کے دنوں سے ہے، نہ صرف ایک وقت تک کھانے پینے کے رُکنے سے ہے۔ صرف اس بات کے لئے سارا سال اللہ تعالیٰ کی جنت کے لئے تیاری نہیں ہو رہی ہوتی۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے جو دوسری حدیث ہے اس میں واضح طور پر فرما دیا کہ ایمان کی حالت میں روزہ رکھنے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنے روز و شب رمضان میں گزارنے سے ہی یہ مقام ملتا ہے اور جب یہ حالت ہو گی تو تبھی گزشتہ گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ انسان ایمان میں ترقی کرتا ہے۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو دیکھتا ہے۔ اپنے اعمال کو دیکھتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر غور کرتا ہے۔ اپنے عملوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو تبھی گناہوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔ اور یہی مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی رمضان کے روزوں سے حاصل کرنے کا بیان فرمایا ہے۔

اس آیت میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے کہ تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں، رمضان کا مہینہ ہر سال اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو تبھی تم روزوں سے فیضیاب ہو سکتے ہو اور شیطانی حملوں سے بچ سکتے ہو۔ جب خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے روزے رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آؤ گے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے تو تبھی شیطان سے بچ سکتا ہے ورنہ شیطان کا یہ کھلا چیلنج ہے کہ ذرا انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ سے دُور ہوا تو فوراً اسے شیطان نے دبوچا، اپنے قابو میں کر لیا۔ پس ایمان میں ترقی اور نفس کا محاسبہ ہی انسان کو اللہ تعالیٰ کی پناہ کا مورد بناتا ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو۔

ایمان کی حالت اور معیار اور تقویٰ کی حالت اور معیار کیا ہونے چاہئیں اور یہ کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں؟ اس کے بارے میں ہمیں وہی صحیح بتا سکتا ہے

جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کام پر مامور کیا ہو اور یہ آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور زمانے کے امام کے ذریعہ سے ہی پتا چل سکتا ہے کہ آپؑ کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے ایمان کو دوبارہ زمین پر لا کر دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے اور قائم کرنے کے اُسلوب سکھانے تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب آپ کی مختلف مجالس میں باتیں، آپ کے ارشادات مختلف زاویوں سے اس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزے ایمان کی حالت میں رکھے، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے، اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے''۔

''پس اس وضاحت کے بعد ہی یہ بات اچھی طرح سمجھ آسکتی ہے کہ یہ ایمان کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ ایک بہت بڑا ٹارگٹ ہے جو ہمیں دیا گیا ہے۔ صرف تیس دن کے روزے رکھنے کے لئے یا رمضان کا مہینہ آنے کے لئے تیاریاں نہیں ہوتیں، نہ ان کی کوئی اہمیت ہے۔ یہ اہمیت تبھی بڑھتی ہے جب اس مہینے کی ٹریننگ سے ہماری یہ ساری کوششیں سارے سال کے عملوں پر منتج ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے دو فقروں میں ہمارے سامنے پوری زندگی کا لائحہ عمل رکھ دیا۔ ہمارے منہ سے کہہ دینے سے کہ ہم ایمان کی حالت میں روزے رکھ رہے ہیں اس لئے ہمارے سارے گناہ بخشے جائیں گے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیا، یہ کافی نہیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے ایمان کو اس کسوٹی پر رکھ کر پرکھنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی کسوٹی ہے۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کسوٹی ہے۔ پس یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں''۔

''رمضان کے مہینے میں ایک خاص ماحول بنا ہوتا ہے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی بھی عبادتوں اور نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ ایسے ماحول میں عبادتوں اور نیکیوں کی طرف توجہ کرتے ہوئے، اپنے اعمال کی طرف توجہ کرتے ہوئے، ہمیں اپنے خدا کے آگے جھکتے ہوئے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے اور پھر اس رمضان کی عبادتوں کو اور اس میں تبدیلیوں کو آئندہ زندگی کا مستقل حصہ بنا لینا چاہئے۔ اور اس میں جو گناہ معاف ہوئے یا جنت کے دروازے کھولے گئے تو پھر ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے کہ یہ کھلے رہیں۔ اور رمضان کے فیوض سے حصہ لینے کے لئے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ کرے کہ ہم اس کے فیض پاتے چلے جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے روزوں کا جو مقصد رکھا ہے کہ تقویٰ حاصل ہو اس کے بھی معیار حاصل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

تقویٰ میں ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف ذریعہ سے ہمیں جو سمجھایا ہے اس بارے میں بھی آپ کے حوالے سے بعض باتیں پیش کرتا ہوں۔ انسان کی ایمانی حالت بھی اس وقت ترقی کرتی ہے جب تقویٰ میں ترقی ہو۔ پس جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ ایمان کی حالت اور محاسبہ کرتے ہوئے رمضان گزارو تو اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرتے ہوئے، اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرتے ہوئے یہ دن گزارو اور اگر اس میں سے کامیاب گزر گئے تو پھر تقویٰ زندگی کا مستقل حصہ بن جائے گا۔ اپنی عملی حالتوں کو انسان صرف رمضان میں ہی درست نہیں کرے گا بلکہ یہ فیض جاری فیض ہوگا''۔

''پس ایک اَور رمضان کا ہماری زندگیوں میں آنا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ رمضان اس لئے آتا ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے ہی قائم کیا ہے ہم پر بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ہم ہر وقت اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ خاص فضل کے دن رکھے ہوئے ہیں ان میں اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کریں اور اپنے تقویٰ کے معیاروں کو ایسا بڑھانے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اور پھر رمضان تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (الفضل انٹرنیشنل 23 جون 2017ء)

پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے ضروری اعلان

ان تمام احباب و خواتین کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں خط لکھتے ہیں کہ ان کے تمام خطوط حسبِ معمول حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش ہو رہے ہیں۔ تاہم کرونا وائرس کی وجہ سے آجکل جو حالات ہیں ان میں خطوط کے جواب لکھنے والوں کی کمی کی گئی ہے اس لئے ان سب خطوط کا فرداً فرداً جواب ارسال کرنا ممکن نہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ آپ کے خطوط ملاحظہ فرما کر آپ کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل اور رحم فرمائے۔ اس وبا اور دوسرے مصائب و مشکلات سے ہر ایک کو بچائے۔ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہمیشہ اس کے پیار کی نظریں آپ پر پڑتی رہیں۔

مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب، استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

احکام و مسائلِ رمضان

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

روٴیت ہلال میں غلطی

’’بعض دفعہ حساب میں غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اگر غلطی ہو جائے مثلاً اگر چاند ایک دن پہلے نظر آنا ثابت ہو جائے تو پھر کیا کیا جائے کیونکہ اس کا مطلب ہے ایک روزہ چھوٹ گیا۔ ہم نے ایک دن بعد شروع کیا اور چاند اس سے پہلے نظر آ گیا اور ثابت بھی ہوگیا کہ نظر آ گیا تھا۔ اس بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا۔ سیالکوٹ سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں چاند منگل کی شام کو نہیں دیکھا گیا بلکہ بدھ کو دیکھا گیا ہے جبکہ رمضان بدھ کو شروع ہو چکا تھا۔ عام طور پر اس علاقے میں ہر جگہ اس واسطے پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اس نے پوچھا کہ روزہ تو بدھ کو رکھا جانا چاہئے تھا۔ ہمارے ہاں پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اب کیا کرنا چاہئے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے عوض میں ماہ رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 437) جو روزہ چھوٹ گیا وہ رمضان کے بعد پورا کرو‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل 24 جون 2016ء)

مسافر اور مریض

’’اللہ تعالیٰ تمہیں تنگی نہیں دینا چاہتا کسی تکلیف اور مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا اس لئے اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو پھر ان دنوں میں روزے نہ رکھو۔ اور یہ روزے دوسرے دنوں میں جب سہولت ہو پورے کرلو۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ اس وقت چونکہ تمام گھر والے روزے رکھ رہے ہیں جیسے کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اٹھنے میں آسانی ہے، زیادہ تردّد نہیں کرنا پڑتا، جیسے تیسے روزے رکھ لیں، بعد میں کون رکھے گا۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔ بات وہی ہے کہ اصل بنیاد تقویٰ پر ہے، حکم بجالانا ہے، حکم یہ ہے کہ تم مریض ہو یا سفر میں ہو، قطع نظر اس کے کہ سفر کتنا ہے، جو سفر تم سفر کی نیت سے کر رہے ہو وہ سفر ہے اور اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 424)

قیام کے دوران روزہ رکھنا

’’قیام کے دوران روزوں کے بارے میں حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ روزوں کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک جگہ پر تین دن سے زائد اقامت کرنی ہو تو پھر وہ روزے رکھے اور اگر تین دن سے کم اقامت کرنی ہو تو روزے نہ رکھے اور اگر قادیان میں کم دن ٹھہرنے کے باوجود روزے رکھ لے تو پھر روزے دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں (فتاویٰ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ رجسٹر نمبر 5 دارالافتاء ربوہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 208 باب روزہ اور رمضان) کیونکہ قادیان وطن ثانی ہے اس میں تین دن سے کم وقت میں

بھی اگر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے لیکن باقی جگہوں پر تین دن اگر قیام ہے تو روزے رکھ سکتا ہے''۔
(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء صفحہ 7)

زبردستی اپنے آپ کو تکلیف دینا

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ضرورت سے زیادہ سختی اپنے اوپر وارد کرتے ہیں یا وارد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کل کا سفر کوئی سفر نہیں ہے اس لئے روزہ رکھنا جائز ہے۔ آپؑ نے یہی وضاحت فرمائی ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ زبردستی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا جائے بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی جائے اور اپنی طرف سے تاویلیں اور تشریحیں نہ بنائی جائیں۔ جو واضح حکم ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اور یہ بڑا واضح حکم ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ تو برکت اسی میں ہے کہ تعمیل کی جائے نہ کہ زبردستی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایک روایت میں آتا ہے: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے رمضان کے مہینے میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو۔ اس پر اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے اس سے کہا اَنْتَ اَقْوٰی اَمِ اللّٰہُ؟ یعنی تو زیادہ طاقتور ہے یا اللہ؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کے لئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کو بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو کوئی چیز صدقہ دے پھر وہ اس چیز کو صدقہ دینے والے کو واپس لوٹا دے''۔ (المصنف للحافظ الکبیر ابی ابکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الجزء الثانی صفحہ 565 باب الصیام فی السفر)۔ تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ مل رہا ہے''۔
(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 746-745)

''ایسے لوگ جو اس لئے کہ گھر میں آج کل روزہ رکھنے کی سہولت میسر ہے روزہ رکھ لیتے ہیں ان کو اس ارشاد کے مطابق یاد رکھنا چاہئے کہ نیکی یہی ہے کہ روزے بعد میں پورے کئے جائیں اور وہ روزے نہیں ہیں جو اس طرح زبردستی رکھے جاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک آدمی پر دیکھا کہ سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا ہے؟''۔ انہوں نے کہا کہ یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے''۔ (بخاری کتاب الصوم باب قول النبیؐ لمن ظلل علیہ واشتد...) (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 425)

روزوں کے حوالہ سے حقیقی بیمار کون؟

''بعض دفعہ بعض لوگ دوسری طرف بہت زیادہ جھک جاتے ہیں۔ بعض اس سہولت سے کہ مریض کو سہولت ہے خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ مَیں بیمار ہوں اس لئے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اور پوچھو تو کیا بیماری ہے؟ تم تو جوان آدمی ہو، صحت مند ہو، چلتے پھر رہے ہو، بازاروں میں پھر رہے ہو، بیماری ہے تو ڈاکٹر سے چیک اپ کرواؤ تو جواب ہوتا ہے کہ نہیں ایسی بیماری نہیں بس افطاری تک تھکاوٹ ہو جاتی ہے، کمزوری ہو جاتی ہے۔ تو یہ بھی وہی بات ہے کہ تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ نفس کے بہانوں میں نہ آو۔ فرمایا یہ ہے کہ نفس کے بہانوں میں نہ آو۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے۔ خوف کا مقام ہے۔ یہی نہ ہو کہ ان بہانوں سے کہیں ان حکموں کو ٹال کر حقیقت میں کہیں بیمار ہی بن جاؤ۔ حضرت اقدس مسیح موعود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرماتے ہیں:

''بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانے سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ نہیں رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے''۔
(فقہ احمدیہ، عبادات، صفحہ 293)

''یہ فتویٰ ہے حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا۔ تو یہ افراط اور تفریط دونوں ہی غلط ہیں۔ ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کرنا چاہئے''۔
(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 426-427)

بلاوجہ صرف فدیہ دینا اور روزہ نہ رکھنا

''فطری مجبوریوں سے فائدہ تو اٹھاؤ لیکن تقویٰ بھی مدِّنظر ہو کہ ایسی حالت ہے جس میں روزہ ایک مشکل امر ہے تو اس لئے روزہ چھوڑا جا رہا ہے، نہ کہ بہانے بنا کر۔ پھر اس کا مداوا اس طرح کرو کہ ایک مسکین کو روزہ رکھواؤ۔ یہ نہیں کہ بہانے بناتے ہوئے کہہ دو کہ مَیں روزہ رکھنے کی ہمت نہیں رکھتا، پیسے میرے پاس کافی موجود ہیں، کشائش ہے، غریب کو روزہ رکھوا دیتا ہوں۔ ثواب بھی مل گیا اور روزے سے جان بھی چھوٹ گئی۔ نہ یہ تقویٰ ہے اور نہ اس سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر نیک نیتی سے ادا نہ کی گئی نمازوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازیوں کے منہ پر ماری جاتی ہیں تو جو فدیہ نیک نیتی سے نہ دیا گیا یا بدنیتی سے دیا گیا ہوگا، یہ بھی منہ پر مارا جانے والا ہوگا''۔
(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 383)

''حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: ''صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کے روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ صرف فدیہ کا خیال اباحت کا دروازہ کھول دیتا ہے''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 322)

''یعنی ایک ایسا اجازت کا رستہ کھل جائے گا اور ہر کوئی اپنی مرضی سے تشریح کرنی شروع کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو 'صرف' کا لفظ استعمال کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بعد میں روزے کی طاقت رکھتے ہوں اگر وہ فدیہ دے دیں تو یہ زائد نیکی ہے۔ بعد میں روزے بھی پورے کر لئے اور فدیہ بھی دے دیا۔ اور جو رکھ ہی نہیں سکتے اور رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے لئے فدیہ ہے''۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 743)

سحری کے آداب

"بعض لوگ سحری نہیں کھاتے، عادتاً نہیں کھاتے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے نہیں کھاتے اور آٹھ پہرے روزے رکھ رہے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی حکم ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے"۔

"پھر یہ کہ سحری کا وقت کب تک ہے؟ ایک تو یہ کہ جب سحری کھا رہے ہوں تو جو بھی لقمہ یا چائے جو آپ اس وقت پی رہے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ہے اس کو مکمل کرنے کا ہی حکم ہے۔ روایت آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے یعنی وہ جو کھا رہا ہے وہ مکمل کرلے۔

پھر بعض دفعہ غلطی لگ جاتی ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ روزے کا وقت ختم ہوگیا ہے اور بعض دفعہ چند منٹ اوپر چلے جاتے ہیں تو اس صورت میں کیا یہ روزہ جائز ہے یا نہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ابھی روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کے روزہ رکھنے کی نیت کی لیکن بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی اب مَیں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا"۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 429)

"اسی طرح سحری کھانے کا معاملہ ہے۔ سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور...الخ حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے سحری کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ (سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے) اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں (ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں) ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر مَیں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہوگئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو"۔ (سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163)

"گزشتہ سال ایک دوست کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ زیادہ دیر تک سحری کھاتے رہتے ہیں۔ اس بات پر انہوں نے شاید میری بات سن کے دوبارہ روزے رکھ لئے۔ لیکن اگر یہ وقت جو تھا اس وقت سے آگے نہیں لے کر گئے تھے پھر تو ٹھیک ہے۔ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اور اب بھی ہر ایک جائزہ لے سکتا ہے۔ یہاں تو اذانیں نہیں ہوتیں۔ صبح صادق کو دیکھنا ضروری ہے۔ جب پَو پھٹتی ہے یعنی جب دھاری نمودار ہوتی ہے تو اس وقت تک سحری کھائی جاسکتی ہے"۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء صفحہ 6)

افطاری کے آداب

"افطاری میں جلدی کرنے کے بارہ میں حکم آتا ہے۔ ابی عطیہ نے بیان کیا کہ مَیں اور مسروق حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المومنین! حضورؐ کے صحابہ میں سے دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں لیکن ان میں سے ایک تو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں۔ یعنی نماز کے پہلے وقت میں پڑھ لیتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ ان میں سے کون جلدی کرتا ہے تو بتایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ لیکن افطاری میں جلدی کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس کا تعین کس طرح ہوگا اس بارہ میں یہ حدیث وضاحت کرتی ہے۔ آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کو کہا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہولینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: افطاری لاؤ۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضورؐ ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا تو آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتا دیکھو تو افطار کرلیا کرو"۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 429-430)

روزہ کے دوران مُنہ میں الائچی رکھنا
دانتوں کو برش کرنا، ہنڈیا کا نمک مرچ چکھنا

"روزہ کی حالت میں الائچی چبانا اگرچہ اسے اندر نگلنے کی بجائے تھوک ہی دیا جائے پھر بھی روزہ کے منافی ہے۔ اس لیے اس کی بالکل اجازت نہیں۔ حکماء کہتے ہیں کہ الائچی کا دانہ منہ میں رکھنے سے پیاس ختم ہو جاتی ہے۔ اس سوال کی جو یہ وجہ بتائی گئی کہ منہ سے بُو آتی ہے تو حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بُو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ ہاں ایک حد تک مسواک یا آجکل برش وغیرہ سے دانتوں کی صفائی ہوسکتی ہے اور کرنی بھی چاہیے۔ اور احتیاط کے ساتھ ٹوتھ پیسٹ بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

لیکن جن لوگوں کو یہ اندیشہ ہو کہ ٹوتھ پیسٹ حلق کے اندر چلی جائے گی تو انہیں اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ بلکہ زیادہ بہتر ہے کہ صبح سحری کے وقت پیسٹ کرلی جائے اور باقی دن خالی برش سے دانت صاف کئے جائیں۔ خاتون کے ہنڈیا کا نمک چیک کرنے کے لئے زبان پر تھوڑا سا سالن رکھ کر تھوکنے کی بات بھی درست نہیں۔قرآن کریم اور مستند حدیث میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔فقہاء میں سے اکثر نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں جو کہا جاتا ہے کہ خاوند کی ناراضگی سے بچنے کے لیے ایسا کرنا پڑتا ہے۔تو یاد رکھنا چاہیے کہ روزہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔ خاوند جیسا بھی ہو اس کی سخت یا نرم طبیعت سے شریعت نہیں بدل سکتی"۔

(مکتوب حضور انور بنام مکرم ظہیر احمد خان صاحب محررہ 2015-7-8ء)

ایسے علاقوں میں سحری اور افطاری کے اوقات کی بابت ہدایت جن میں دن بائیس یا تئیس گھنٹے کے ہوتے ہیں۔

"بعض ممالک جہاں آجکل بائیس تئیس گھنٹے کا دن ہے اور صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی رات ہے وہ بھی رات نہیں بلکہ روشنی ہی رہتی ہے یا جھٹ پٹے کا وقت رہتا ہے اس لیے وہاں کی جماعتوں کو بتا دیا گیا ہے کہ وقت کے اندازے کے مطابق اپنی سحری اور افطاری کے وقت مقرر کرلیں جو آجکل اکثر جگہ قریبی ملکوں کے اوقات پر محمول کرکے یا ان کے اوقات کا اندازہ رکھتے ہوئے تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا روزہ ہوگا۔ ان ملکوں میں اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سحری اور افطاری کا کوئی وقت ہی نہیں ہوگا۔ نہ تہجد پڑھی جاسکے گی نہ ہی عشاء اور فجر کی نمازوں کے اوقات معین ہوسکیں گے۔ بہر حال ان علاقوں میں جو جماعتیں ہیں وہ اس کے مطابق عمل کرتی ہیں"۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا30جون2016ء۔صفحہ5)

اے خوشا وقت کہ پھر وصل کا ساماں ہے وہی
دستِ عاشق ہے وہی یار کا داماں ہے وہی

دِل کے آئینہ میں عکسِ رُخِ جاناں ہے وہی
مَردُمِ چشم میں نَقشِ شہ خُوباں ہے وہی

ہو گئی دُور غمِ ہجر کی کُلفت ساری
شکر صد شکر کہ اللہ کا احساں ہے وہی

مُژدہ اے جان و دِلم! پھر وہی ساقی آیا
مَے وہی ، بزم وہی ، ساغرِ گرداں ہے وہی

مِل گئے طالِب و مطلوب گلے آپس میں
رَبِّ محسن ہے وہی بندۂ احساں ہے وہی

پھر وہی جنّتِ فردوس ہے حاصل مجھ کو
نخلِ ایماں ہے وہی چشمہ عرفاں ہے وہی

ذرّے ذرّے میں مرے رچ گیا دلدار ازل
ذکر میں لب پر وہی ، فکر میں پنہاں ہے وہی

آتشِ عشق و محبت کا وہی زور ہے پھر
قلب بریاں ہے وہی دیدۂ گریاں ہے وہی

دیکھئے کیا ہو کہ اب ایک ہوئے ہیں دونوں
چاکِ داماں ہے وہی ، چاکِ گریباں ہے وہی

پھر اُسی تیغِ نظر سے یہ جگر ہے گھائل
طائرِ دل کے لئے ناوکِ مژگاں ہے وہی

روئے تاباں کو مرے یار کے دیکھے تو کوئی
مسکراہٹ ہے وہی ، چہرۂ خنداں ہے وہی

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ (بخارِ دل صفحہ 48)

تلاوتِ قرآن کریم

اُسوہ رسول ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں

مکرم مولانا صداقت احمد صاحب، مبلغ انچارج جرمنی

اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں
حق کو پاتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں
اُن کی اس یار پر نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں ایک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ بے مثل و بے نظیر کتاب ہے جو ایسے وقت میں نازل ہوئی جب یہ دنیا ظلمت وتاریکی سے پُرتھی۔ اعتقادی اور عملی طور پر لوگوں کا دیوالیہ نکل چکا تھا۔ عالم کیا اور جاہل کیا سبھی بدعملی اور بد اِعتقادی کا پوری طرح شکار ہو چکے تھے۔ اللہ جَلَّ شَانُہٗ قرآن کریم میں اس حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الرّوم:42) کہ اس زمانے میں ایک فساد عظیم برپا تھا۔ ایسے پرخطر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تمام عقائد باطلہ کی تردید کے لئے قرآن مجید جیسی کامل کتاب نسل انسانی کی ہدایت کے لئے بھیجی جو اسے ظلمت اور گمراہی سے نکال کر اپنے خالق سے ملانے کی پوری قدرت رکھتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال اور اس کی صفات حسنہ اور احسانات عالیہ کے تذکرہ سے بھرپور ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بابرکت وجود کے طفیل ہمیں جو اَن گنت نعمتیں میسر آئی ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ واکمل، عمدہ اور قیمتی نعمت یہی کتاب قرآن مجید ہی ہے جو 23 سال کے عرصہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے ہماری جان سے بھی پیارے آقا حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمھیں عنایت کی ہے.... پس اس نعمت کی قدر کرو یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے... قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں“۔
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27)

قرآن کریم کے ساتھ محبت کے اظہار کا پہلا زینہ اس کی خوش الحانی کے ساتھ تلاوت ہے جو مومن کی روح کی غذا بھی ہے۔ آنحضور ﷺ نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ کہ قرآن کریم کو خوش اِلحانی سے پڑھا کرو۔ ایک اور موقع پر فرمایا جس نے قرآن خوش الحانی سے نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ)

ایک مرتبہ تلاوت کرنے والے کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے ایک وہ جسے خدا قرآن کریم سکھائے اور وہ دن کے اوقات میں بھی اور رات کو بھی اس کی تلاوت کرے یہاں تک کہ اس کا ہمسایہ بھی اس سے متاثر ہو کر کہے کہ اے کاش! مجھے کبھی اس طرح قرآن آتا اور میں بھی ایسے ہی عمل کرتا۔(بخاری کتاب فضائل القرآن)

انسان جب چاہے اور جس وقت چاہے کلام پاک کی تلاوت کرسکتا ہے۔ لیکن فجر کے وقت قرآن مجید پڑھنا ایک مقبول عمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْداً یقیناً فجر کے وقت قرآن پڑھنا اللہ کے حضور پیش ہونے والی چیز ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھتے رہنا چاہئے جب تک کہ اس میں دل لگا رہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی (مومن کی) مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو مومن قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے اس کا مزہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔
(صحیح بخاری، حدیث:5020)

آنحضرت ﷺ نہ صرف دوسروں کو بکثرت تلاوت کرنے کی نصیحت فرماتے بلکہ خود بھی ایک عجب جذب، سوز و گداز اور عشق و محبت کے ساتھ اس پاک کلام کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ حکمِ الٰہی وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً کے مطابق خوبصورت لحن اور ترتیل کے ساتھ ایسی تلاوت کرتے تھے کہ تلاوت کا حق ادا ہو جاتا تھا حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول کریمؐ کی تلاوت کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا آپؐ لمبی تلاوت کرتے تھے۔ پھر انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر سنائی۔ اسے لمبا کیا پھر الرحمان کو لمبا کرکے پڑھا پھر الرحیم کو۔(مسند احمد بن حنبل)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے آیت پر وقف کرتے تھے۔ فاتحہ میں ہر آیت پر رُکتے رب العالمین پر پھر الرحمان الرحیم پر رُک رُک کر تلاوت کرتے تھے۔(مسند احمد بن حنبل)

رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے ایک ایک لفظ واضح اور جدا کرکے پڑھتے۔سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی یہ آواز کبھی بلند ہو جاتی اور کبھی دھیمی۔ کسی نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ بہترین تلاوت کونسی ہے؟ فرمایا جس کو سن کر آپؐ کو احساس ہو کہ یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔یعنی خشیئت الٰہی سے لبریز تلاوت اور یہ تلاوت آپؐ کی ہی ہوتی تھی۔

رسول کریمؐ کا تو اوڑھنا بچھونا ہی قرآن تھا۔ دن بھر گاہے بگاہے اور خصوصاً نمازوں میں تازہ قرآنی وحی کے تکرار اور دہرائی کا اہتمام تو ہوتا ہی تھا۔عموماً رات کو بھی زبان پر قرآن ہی ہوتا۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ کبھی رات کو اچانک آنکھ کھل جاتی تو زبان پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کی آیات جاری ہوتیں:

وَمَامِنْ اِلٰهٍ اِلَّااللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَابَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ (ص:67)

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ صاحب جبروت ہے نیز آسمانوں زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا رب ہے اور غالب اور بخشنے والا ہے۔(حاکم للمستدرک)

آپ ﷺ رات کو تیسرے پہر تہجدّ کے لئے بیدار ہوتے تو اُٹھتے ہی سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرماتے۔ ان آیات کا مضمون خالق کائنات کی تخلیق ارض وسماء اور اس میں موجود نشانات پر غور و فکر سے تعلق رکھتا ہے۔جس کے بعد انسان کے دل میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور جوش ولولہ بیدار ہوتا ہے۔(بخاری)

قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اسلام کو ایسے لوگ مہیا فرما دیئے جن کے دل قرآن کی محبت سے معمور تھے اور جنہوں نے خدمت قرآن کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور قرآن کریم کی حفاظت کے لئے انھوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ابتداء سے لے کر اس دور آخرین تک اسلام کو ہمیشہ قرآن کریم سے محبت کرنے والے، اس کو حفظ کرنے والے، اس کے معانی اور معارف پر غور و فکر کرنے والے اور خدائی تائید سے اس کی تفسیر کرنے والے لوگ میسر رہے۔اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”چونکہ قرآن شریف کے پڑھنے اور لکھنے اور پھیلانے کو بہت بڑا ثواب قرار دیا گیا تھا اس لئے اسلامی حکومت میں بڑے بڑے علماء اور بادشاہ تک قرآن کریم کی کاپیاں لکھا کرتے تھے۔عرب اور اس کے اِردگرد کے بادشاہوں اور علماء کا تو ذکر چھوڑو ہندوستان جیسے ملک میں جو عرب سے بہت دُور واقع ہوا تھا اور جہاں ہندو رسم و رواج غالب آ چکا تھا مغل بادشاہ اورنگ زیب اپنی فرصت کے اوقات میں قرآن شریف لکھا کرتا تھا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اُس نے اپنی عمر میں سات نسخے قرآن کریم کے لکھے۔ پھر مسلمانوں میں حفظِ قرآن کی شروع سے اتنی کثرت پائی جاتی ہے کہ ہر زمانہ میں ایک لاکھ سے دو لاکھ تک حافظ دنیا میں موجود رہا ہے بلکہ اِس سے بھی بہت زیادہ حافظ دنیا میں پائے جاتے ہیں“۔
(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 467)

صحابہ کا شمار ان بزرگان دین میں ہوتا ہے جن کی تربیت براہ راست آنحضرت ﷺ نے کی اور جن کے سامنے نہ صرف یہ کہ قرآن کریم آنحضرت ﷺ پر نازل ہو رہا تھا بلکہ وہ ہر روز اپنے سامنے آنحضرت ﷺ کے پاک اور مطہر وجود کی شکل میں ایک چلتا پھرتا قرآن مشاہدہ کرتے تھے۔ اسی پاک کتاب کی آیات کی بدولت صحابہ تربیت اور تزکیہ کے عمل سے گزرے۔قرآن کریم کی معجزانہ تاثیر نے ان کی کایا پلٹ دی۔ وہ دن رات اس پاک کتاب کی تلاوت کرتے، اس کی آیات پر غور کرتے اور اس کے ذریعہ سے اپنی اخلاقی اور روحانی حالتوں کو سنوارتے رہے۔قرآن کریم کے اوّل مخاطب صحابہ ہی

تھے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں ان کے بارے میں گواہی دیتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کرنے والے تھے۔ جیسا کہ وہ سورۃ البقرہ آیت 12 میں فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ۔ (البقرۃ:12)

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، وہ اس کی ایسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو درحقیقت اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

قرآن کریم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس قدر لگاؤ تھا کہ جونہی کوئی حصّہ نازل ہوتا تو اسے فوراً حفظ کر لیتے۔ اکثر صحابہؓ حافظِ قرآن تھے۔ حفّاظ صحابہؓ کی تعداد کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صرف جنگ یمامہ میں ہی ستّر کے قریب حفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

صحابہ قرآن کریم کا بے حد ادب کرتے۔ حضرت مصعبؓ بن سعد کا بیان ہے کہ مَیں قرآن پکڑے ہوئے تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تلاوت فرما رہے تھے۔ مَیں نے بدن کھجایا تو حضرت سعدؓ نے فرمایا: جاؤ، وضو کر کے آؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب تک تلاوت سے فارغ نہ ہو جاتے، کسی سے کلام نہ کرتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قرآن سے محبت اور عقیدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ اُس وقت بھی تلاوت قرآن کریم میں مشغول تھے جب مفسد آپؓ کے گھر پر پتھروں سے حملہ کر رہے تھے۔ آپؓ کی شہادت بھی حالت تلاوت میں ہوئی حتّٰی کہ آپؓ کے پاکیزہ خون کے قطرات اس مقدس کتاب پر بھی گرے جو آپ اس وقت تلاوت فرما رہے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ قرآن کے مقابل وہ اپنی ساری منطقیں، دلیلیں اور خیالات ایک طرف رکھتے ہوئے قرآن کریم کی اتباع اور پیروی کیا کرتے۔ آنحضور ﷺ کی وفات پر جب حضرت عمرؓ نے تلوار سونت لی کہ اگر کوئی یہ کہے گا کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں تو اُس کا سر مَیں قلم کر دوں گا۔ لیکن جونہی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آیہ کریمہ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ

پڑھی تو حضرت عمر سمجھ گئے کہ آنحضرت ﷺ بھی باقی انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں اور فوراً اپنی رائے کو قرآن کریم کے تابع کر لیا۔

شاعری عربوں کی گھٹی میں تھی جس پر اُنہیں بہت ناز تھا اور شاعر کو غیر معمولی قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ لیکن عرب کے چوٹی کے شاعر جب مسلمان ہوئے تو قرآن کی محبت میں شاعری کرنا ترک کر دی۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرب کے ایک چوٹی کے شاعر کو جو مسلمان ہو گئے تھے فرمایا کہ اپنے کچھ اشعار سناؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسلام لانے کے بعد میں شاعری ترک کر چکا ہوں کیونکہ قرآن شریف کی سورتوں کی تلاوت نے اب مجھے شاعری سے مستغنی کر دیا ہے۔

صحابہؓ کے شوق تلاوت قرآن کا یہ عالم تھا کہ آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عمرؓ کی کثرت تلاوت دیکھ کر فرمایا کہ پورے ایک مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیس دن میں۔ گزارش کی میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا پندرہ دن میں، بولے کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ ارشاد ہوا کہ دس دن میں عرض کی مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا سات دن میں ہی قرآن مجید ایک بار پڑھ لیا کرو اور اب اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ (ابوداؤد)

ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کو تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا آپؓ نے لکھنا پڑھنا سیکھا اور قرآن کریم حفظ کیا۔ قرآن کریم پڑھنا آپؓ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ یہ اعزاز بھی آپؓ کو حاصل تھا کہ آنحضرت ﷺ جو قرآن کریم لکھوایا کرتے تھے اس کی تختیاں آپؓ کے پاس رکھوا دی جاتی تھیں۔ بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب قرآن کریم کے لکھے ہوئے الگ الگ ٹکڑوں کو ایک جگہ جمع کیا گیا تو حضرت حفصہؓ سے بھی مشورہ کیا جاتا نیز یہ جلد کیا ہوا قرآن کریم بھی آپؓ ہی کے پاس رکھوایا گیا۔

آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں ہم سب کا فرض ہے کہ دل و جان کے ساتھ اللہ کی اس پیاری، مقدس اور نہایت ارفع و اعلیٰ کتاب سے پیار کریں اور اس پیار کا اظہار اسی طرح کریں جس طرح امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اَور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں نجات دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے“۔ (کشتی نوح۔ص27-26)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک اُسوۂ پر عمل کرتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

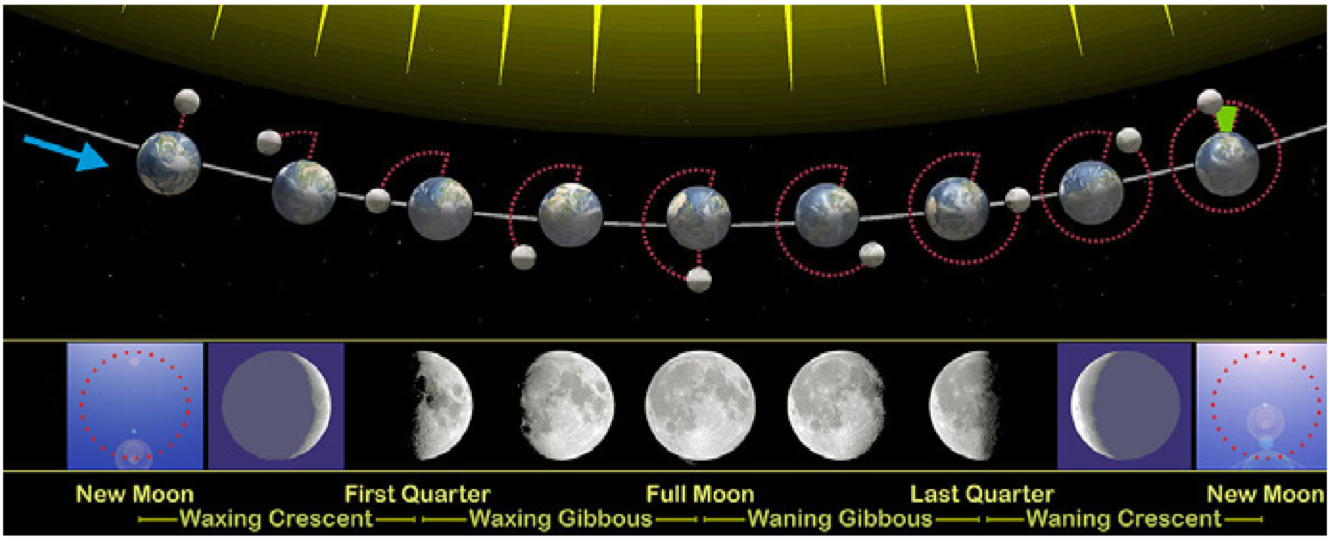

مکرم طاہر محمود صاحب

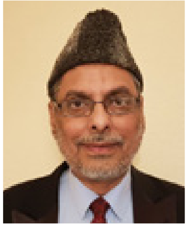

سائنسی طریق پر رؤیت ہلال

رؤیت ہلال کی تصدیق کے لئے جرمنی میں قائم کمیٹی کے صدر مکرم طاہر محمود صاحب ہیں۔ اس مضمون میں کمیٹی مذکورہ کے طریق کار اور تحقیق کی تفصیل پیش خدمت ہے اس طریق کے مطابق کمیٹی ہذا اپنی رپورٹ نیشنل امیر صاحب کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کرتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد رمضان وعیدین کی تواریخ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

چاند کی رؤیت کا معاملہ صدیوں سے اپنی اہمیت کے ساتھ ساتھ تنازعہ کا باعث بھی بنا رہا ہے اور آج کے جدید دَور میں بھی یہ جھگڑا ختم نہیں ہوا بلکہ ایک لحاظ سے بڑھ گیا ہے۔ ہر حلقۂ فکر اپنے اپنے نظریات نافذ کرنے کا خواہشمند ہے جبکہ قرآن اور حدیث نے یہ جھگڑا واضح الفاظ میں نپٹا دیا ہوا ہے۔

عموماً مسلمان ڈائری، کیلنڈر، اخبار یا ٹی وی میں NEUMOND (نیا چاند) کا لفظ دیکھ سُن کر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ نیا چاند طلوع ہو گیا اور نیا قمری مہینہ شروع ہو گیا ہے۔ جبکہ نئے چاند کے لئے سب سے بڑی شرط ''انسانی آنکھ سے چاند کی رؤیت'' ہے۔ اگر صرف کیلنڈر یا اخبار میں دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جائے تو ایک عجیب صورتِ حال پیدا ہو گی اور اس کے نتیجہ میں قمری مہینوں کے دنوں میں کمی بیشی کا احتمال ہے اور بعض مرتبہ قمری مہینہ صرف 28 دنوں پر مشتمل ہونے کا امکان موجود ہے۔ یہ صورت حال حسابی اور عملی لحاظ سے نہایت مضحکہ خیز ہو گی۔ قمری مہینہ کے تعیّن کے لئے قرآن اور حدیث میں شَہِدُوا، تَرَوْہُ اور فاقْدِرُوا کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی اس کی شہادت بھی ہونی چاہیے، انسانی آنکھ سے بھی نظر آنا چاہیے اور حسابی لحاظ سے بھی درست ہو۔

مختلف اَدوار میں ہیئت دانوں نے چاند کے پہلی بار نظر آنے کے حوالہ سے گہری تحقیق کے بعد مختلف پیمانے تجویز کئے۔ ان کا ذکر مختصراً درج ذیل ہے۔

BABYLONIANS بھی چاند کی پیدائش اور اس کے بعد اسے دیکھے جانے کے مراحل تک اس کی تمام حرکات سے بخوبی واقف تھے اور ان کے لٹریچر میں ملنے والے شواہد سے پتا چلتا ہے کہ ان کے نزدیک رؤیت ہلال صرف اس صورت میں ممکن تھا کہ اگر اس کی عمر پیدائش کے بعد سورج کے غروب ہونے تک 24 گھنٹے سے زیادہ ہو اور وہ سورج کے غروب ہونے کے کم از کم 48 منٹ کے بعد غروب ہو۔

مسلمان عرب ہیئت دانوں نے چاند کی بلندی (ALTITUDE) کم از کم آٹھ ڈگری ہونا بھی ضروری شرط قرار دیا۔

بیسویں صدی میں ہیئت دانوں نے ان پیمانوں کو حسابی شکل MATHEMATICAL MODEL میں ڈھالا جیسا کہ MOUNDERS نے چاند کے ALTITUDE اور سورج اور چاند کے ایک دوسرے سے فاصلہ میں تعلق قائم کرتے ہوئے ایک فارمولہ بنایا

باقی صفحہ 19 پر

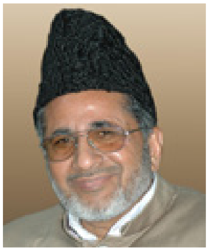

رمضان اور عید کے چاند کی رؤیت

مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی

ہر سال رمضان المبارک کے آغاز اور اختتام پر چاند کے بارہ میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ جماعت احمدیہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ رمضان کیوں شروع نہیں کرتی اور عید بھی کیوں ان کے ساتھ نہیں مناتی؟ اس کا جواب اگرچہ بار ہا دیا جاتا رہا ہے تاہم یاد دہانی کے طور امسال بھی رمضان المبارک کے موقع پر اس بارہ میں جماعت احمدیہ کا مؤقف پیش کیا جاتا ہے۔

اس ضمن میں سب سے پہلے یاد رہے کہ اسلامی کیلنڈر کی بنیاد چاند کی گردش پر ہے، اسی لئے اسے قمری کیلنڈر بھی کہا جاتا ہے۔ جہاں تک زمین کے گرد چاند کی گردش کا تعلق ہے تو ماہرین فلکیات کے مطابق اس کا دورانیہ 29 دن، 12 گھنٹے، 44 منٹ اور 3 سیکنڈ پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قمری کیلنڈر کے بعض مہینے 29 اور بعض 30 دنوں کے ہوتے ہیں اور قمری سال 354 یا 355 دنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا زیر لفظ Muslim Calender)

نئے مہینہ کا آغاز کرنے کے لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یعنی جو بھی تم میں سے اس مہینہ کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔ اسی طرح شارعِ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ نے بھی یہی طریق سکھایا، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلَاتَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا العِدَّةَ ثَلَاثِينَ۔ (صحیح البخاری کتاب الصوم)

یعنی مہینہ انتیس راتوں کا ہوتا ہے، جب تک چاند نہ دیکھو، روزے نہ رکھو اور اگر تم پر (چاند کی رؤیت) مشتبہ ہو جائے تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

گویا قمری مہینہ کے آغاز کی اصل بنیاد انسانی مشاہدہ پر ہے اور اگر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکے تو 30 دن پورے کرنے کا ارشاد ہے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر ان علاقوں میں جہاں اکثر و بیشتر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے مشاہدہ ہلال ممکن ہی نہیں ہوتا جیسے یورپ وغیرہ میں عموماً بادل چھائے رہتے ہیں، وہاں مجبوراً اِرشاد رسول ﷺ فَاقْدِرُوا لَهُ (بخاری و مسلم، کتاب الصوم) پر عمل کیا جاتا ہے یعنی سائنسی اور تکنیکی طور پر حساب لگانے والے ماہرین فلکیات کی طرف سے مہیا کی گئیں معلومات کے مطابق مہینہ کا آغاز کیا جاتا ہے۔ ان ماہرین کے طریق کار کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک خطبہ جمعہ میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی تھی، حضورؒ کے اُس خطبہ میں سے مذکورہ اقتباس پیش ہے، حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”کیا مشینی ذرائع سے چاند کا علم پانا مَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ کے تابع ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اگر ہو تو پھر دیکھنا متروک ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مشینوں کے ذریعہ چاند دکھائی دے جاتا ہو لیکن نظر سے نہ دکھائی دیتا ہو۔ تو کیا قرآن کریم کا پہلا عمل یعنی پہلے دَور کا عمل اس مشینی عمل کے مقابل پر ردّ ہوجائے گا یا پہلے دَور کا عمل جاری رہے گا اور مشینی دَور کا عمل متروک سمجھا جائے؟ یہ بحث ہے جو بہت سے لوگوں کو الجھن میں مبتلا رکھتی ہے حالانکہ اس میں ایک ادنیٰ ذرہ برابر بھی کوئی الجھن نہیں ہے۔ الجھن لوگوں کی نافہمی اور ناسمجھی میں ہے ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ نئے دَور میں مشینوں کے حوالہ سے یا برقیاتی آلوں کے حوالے سے اگر آپ چاند کے طلوع کا علم حاصل کریں تو وہ مَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ کے تابع رہتا ہے اور جہاں مَنۡ شَہِدَ سے ہٹتا ہے وہاں اس کا عمل درآمد نہیں ہوگا۔ وہاں بے اعتبار ہوجائے گا جو لوگ نہیں سمجھتے وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور پھر آپس میں خوب ان کی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے میں آپ کو سمجھا رہا ہوں آگے عید بھی آئے گی یہ بحثیں چلیں گی بچوں سے سکول میں بھی گفتگو ہوگی دوسرے بچوں کی۔ کالجوں میں یہ معاملہ زیرِ بحث آجائے گا۔ بزنس پر، کاموں پر زیر بحث آئے گا۔ اس لئے سب احمدیوں کو اچھی طرح اس بات کو ذہن نشین کرلینا چاہئے۔

چاند جو طلوع ہوتا ہے وہ جب زمین کے کنارے سے اوپر آتا ہے تو اگرچہ سائنسی لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ زمین کے اُفق سے چاند ذرا سا اوپر آچکا ہے لیکن وہ چاند لازم نہیں کہ نظر سے دیکھا جاسکتا ہو۔ اس لئے سائنس دانوں نے بھی ان چیزوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اگر آپ اچھی طرح ان سے جستجو کرکے یہ بات پوچھیں تو وہ آپ کو بالکل صحیح جواب دیں گے کہ دیکھو ہم یہ تو یقینی طور پر معلوم کرسکتے ہیں۔ کہ یہ چاند کس دن کتنے بجے طلوع ہوگا یعنی سورج غروب ہوتے ہی اوپر ہوچکا ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھو کہ اگر موسم بالکل صاف ہو اور کوئی بھی رستے میں دھند نہ ہو تب بھی تم اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو۔ کیونکہ چاند کو طلوع ہونے کے بیس منٹ یا کچھ اوپر مزید چاہئے اور ایک خاص زاویہ سے اوپر ہونا چاہئے۔ اگر وہاں تک پہنچے تو پھر آنکھ دیکھ سکتی ہے ورنہ نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے ہوسکتا ہے جیسا کہ پچھلے سال یہاں مولویوں نے کیا کہ آبزرویٹری Observatory سے یہ تو پوچھ لیا کہ چاند کب نکلے گا اور انہوں نے وہی سائنسی جواب دے دیا کہ فلاں دن اتنے بجے طلوع ہوجائے گا اور سورج ڈوبنے کے معاًبعد کا وقت تھا تو مولویوں نے فتویٰ دے دیا کہ اس دن شروع ہوجائے گا۔ رمضان یا عید جو بھی تھی۔ اور بعض دوسرے جو ان میں سے سمجھدار تھے تعلیم یافتہ مسلمان یہاں موجود ہیں احمدی نہیں ہیں مگر وہ ان باتوں پر غور کرتے ہیں انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ایسی عید نہیں کریں گے یا ایسا رمضان نہیں شروع کریں گے اور وہ سچے تھے۔ کیونکہ اگر وہ مولوی صاحبان ان لیبارٹریز سے یا جو ان کے مراکز ہیں آسمانی سیاروں وغیرہ کو دیکھنے کے، ان سے پوچھتے تو وہ صاف بتا دیتے کہ نکلے گا تو سہی لیکن تم اس کی شہادت نہیں دے سکتے۔ تم اپنی آنکھ سے اس کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ جتنا نکل کے وہ اونچا جاتا ہے اس طلوع سے کوئی آنکھ بھی اس کو اس لئے نہیں دیکھ سکتی کہ وہ زمین کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اور زمین کے قریب کی فضا اس کی شعاعوں کو نظروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے جذب کر چکی ہوتی ہے۔ اس لئے عین نشانہ پر پتا ہو کہ وہاں چاند طلوع ہو رہا ہے آپ نظر جما کے دیکھیں، آپ کو ایک ذرہ بھی کچھ دکھائی نہیں دے گا تو شَہِدَ کا مضمون اس پر صادق نہیں آئے گا۔

”شَہِدَ کا مطلب ہے جو گواہ بن جائے، جو دیکھ لے، جو پالے۔ مگر سائنسدان ہی یہ بھی آپ کو بتاتے ہیں اور قطعیت سے بتاتے ہیں کہ اگر اتنے منٹ سے اوپر چاند ہوچکا ہو یعنی سورج ڈوبنے کے بعد مثلاً پندرہ منٹ کی بجائے بیس منٹ رہے تو پہلے پندرہ منٹ میں اگر دکھائی نہیں دے سکتا تو آخری پانچ منٹ میں دکھائی دے سکتا ہے۔ یا اس کا زاویہ اتنا ہو کہ وہ زمین کے ایسے اُفق سے اونچا ہو چکا ہو جو اُفق چاند اور ہماری راہ میں حائل رہتا ہے۔ اس سے جب اونچا ہوگا تو لازماً دیکھ سکتے ہو۔ پھر بادل ہوں تو الگ مسئلہ ہے، لیکن اگر بادل نہ ہوں تو لازماً ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو۔ تو پھر شَہِدَ مِنۡکُمُ کا حکم صادق آگیا کیونکہ شَہِدَ میں ساری قوم کا دیکھنا تو فرض تھا ہی نہیں۔ کچھ بھی دیکھ سکتے ہوں لیکن اس طرح دیکھ سکتے ہوں جیسے انسان کی توفیق ہے کہ ننگی آنکھ سے دیکھ سکے وہ فتویٰ لازماً ساری قوم پر صادق آئے گا۔ اور وہ لوگ جن کا اُفق ایک ہے وہ سائنسی ذرائع سے معلوم کرکے پہلے سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔

تو اس لئے وہ جھگڑے کہ اب اکٹھی کیسے عید کی جائے یا اکٹھا رمضان کیسے شروع کیا جائے، یہ جھگڑے تو اس دور میں ختم ہو چکے ہیں۔ اور اگر ہیں تو ان لوگوں نے پیدا کئے ہیں جو بے وجہ ناسمجھی سے اختلاف کرتے ہیں۔ پس یہ جو نظارے یہاں دکھائی دیتے ہیں کہ ایک ہی ملک میں ایک عید آج ہو رہی ہے، ایک کل ہو رہی ہے، ایک پرسوں ہوگی یہ قرآن کریم کے بیان کا ابہام ہرگز نہیں ہے۔ قرآن کریم کا بیان بیّنات میں سے صاف کھلا کھلا ہے۔ اگر اس پر چلیں تو یہ ناممکن ہے کہ یہ اختلاف ہوں یا ننگی آنکھ سے چاند نظر آئے گا یا آلات کے ذریعہ آئے گا۔ اور دونوں ایک دوسرے پر بالکل چسپاں ہوں گے اور ان کے درمیان کوئی بھی اختلاف نہیں ہوگا۔ سائنسی فتویٰ بعینہ وہی ہوگا جن شرائط کے ساتھ میں بیان کر رہا ہوں جو ننگی آنکھ سے دیکھنے کا فتویٰ ہے۔ تو اس لئے یہ دور ایسا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے قائم کردہ قوانین کو خدا نے خود ہی بندوں کے لئے مُسخّر فرما رکھا ہے اور نئی باتیں جو ہمارے علم میں آرہی ہیں ان کو خدمت دین میں استعمال کرنا چاہئے۔

پس جماعت احمدیہ کی طرف سے جو کیلنڈر شائع ہوتے ہیں اور ابھی بھی یہاں ہو چکے ہیں یا ہر ملک میں ہوتے ہیں ان کی گواہی قطعی ہے کیونکہ ہم کبھی بھی ایسی گواہی کو قبول نہیں کرتے جہاں ننگی آنکھ سے چاند کا

دیکھنا ممکن نہ ہو۔ جہاں یقینی ہو کہ اگر موسم صاف ہے تو چاند ضرور دکھائی دے گا وہاں قبول کیا جاتا ہے اور مہینوں کے جو دوسرے دن ہیں یا اس کا شروع اور آغاز، دوسرے مہینوں سے تعلقات، وہ ہمیشہ ٹھیک بیٹھتے ہیں اگر غلطی ہو تو بعض دفعہ عجیب سی غلطی بن جاتی ہے۔ بعض مہینے اس کے اٹھائیس دن کے رہ جاتے ہیں۔ اور اٹھائیس دن کا مہینہ ہو ہی نہیں سکتا، چاند کا۔ یہ کوئی فروری تو نہیں جو اٹھائیس دن کا آئے، چاند کا تو ہر مہینہ انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا جو فیصلہ ہے وہ قطعی اور درست ہے۔ اور قرآن کریم کے عین مطابق ہے"۔ (خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 50-46)

اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِن ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیت ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آجائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا جاسکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔ لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہئے۔ اس کی رؤیت ضروری ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کرلیں یہ چیز غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"خدائے تعالیٰ نے احکامِ دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدھا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دِقّتوں اور پیچیدہ باتوں میں نہیں ڈالا۔ مثلاً روزہ رکھنے کے لئے یہ حکم نہیں دیا کہ تم جب تک قواعد ظنّیہ نجوم کے رو سے یہ معلوم نہ کرو کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔ تب تک رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو۔ (یعنی جو قواعد سائنسدانوں کی طرف سے اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ جو فلکیات کا یا ستاروں کا علم رکھتے ہیں انہوں نے جو قواعد بنائے ہیں ضروری نہیں کہ ان قواعد کی پابندی کی جائے اور اگر ان کے اندازے یہ کہتے ہیں کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا تو اس کے مطابق عمل کرو اور چاند کو دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔ رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو یہ غلط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نہیں ہوتا رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو) اور آنکھیں بند رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ نخواہ اعمال دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالایطاق ہے۔ (بلاوجہ اسی بات پہ عمل کرنا کہ کیونکہ ہمیں اندازے یہ بتا رہے ہیں اس لئے اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کریں گے یہ بلاوجہ کی ایک تکلیف ہے۔) فرمایا کہ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابوں کے لگانے میں بہت سی غلطیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ سو یہ بڑی سیدھی بات (ہے) اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وہ لوگ محتاج منجم وہیئت دان نہ رہیں (یعنی صرف ستاروں اور اجرام فلکی کا علم رکھنے والوں کے محتاج نہ رہیں) اور چاند کے معلوم کرنے میں کہ کس تاریخ کو نکلتا ہے اپنی رؤیت پر مدار رکھیں۔ صرف علمی طور پر اتنا سمجھ رکھیں کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کریں۔ (چاند کو دیکھنا ضروری ہے۔ اگر دیکھنے کی کوشش کی جائے اور نظر نہ آئے تو پھر جو حساب کتاب ہے اس پہ بھی انحصار کیا جاسکتا ہے اور اس بات پہ بھی انحصار ہو کہ تیس دن سے زیادہ اوپر نہ جائیں۔ اور فرمایا کہ) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقت میں عند العقل رؤیت کو قیاسات ریاضیہ پر فوقیت ہے۔ (عقل بھی یہ کہتی ہے کہ جو آنکھوں سے دیکھنا ہے اس کو صرف حسابی اندازے جو ہیں ان اندازوں پر بہرحال فوقیت ہے۔) فرمایا کہ آخر حکمائے یورپ نے بھی جب رؤیت کو زیادہ تر معتبر سمجھا تو اس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوت باصرہ طرح طرح کے آلات دوربینی و خوردبینی ایجاد کئے۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 193-192) جو یورپ کے پڑھے لکھے لوگ ہیں، عقلمند لوگ ہیں، سائنسدان ہیں انہوں نے اس بات کو معتبر سمجھتے ہوئے کہ دیکھنا جو ہے وہ بہرحال زیادہ اعلیٰ چیز ہے، اس خیال کی وجہ سے اپنے آلات بنائے ہیں۔ دُوربینیں بنائی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اجرام فلکی کو دیکھتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 جون 2016ء)

بقیہ: سائنسی طریق پر رؤیت ہلال از صفحہ 16

جس کے نتیجہ میں ایک گراف کے ذریعہ یہ بتایا کہ اگر یہ شرائط پوری ہوتی ہوں تو چاند نظر آئے گا ورنہ نہیں مثلاً اگر چاند کا ALTITUDE دس ڈگری ہے اور اس کا سورج سے فاصلہ AZIMUTH بھی 10,5 ہے تو چاند نظر آسکے گا۔ لیکن اگر AZIMUTH یعنی سورج سے فاصلہ 9,0 ہے تو انسانی آنکھ سے نظر نہیں آئے گا۔

ہندوستانی ماہرین نے بھی یہی طریق کار استعمال کیا ہے لیکن اس میں کچھ بہتری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ YALLOP CRITERIA اور BRUINES نے نئے چاند کے سائز اور چمک کو بھی ضروری سمجھتے ہوئے اس کو بھی اپنے فارمولہ میں شامل کیا اور Q پیرامیٹر کو متعارف کروایا۔ اس کلیہ کو سب سے زیادہ صحیح سمجھا جاتا ہے۔ اسی جدید طریقہ کار پر آج کی رصد گاہیں OBSERVATORIES عمل کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ کب کس علاقہ میں بغیر دوربین کے چاند نظر آسکتا ہے۔ اور یہی طریقہ کار جماعت جرمنی کی کمیٹی بھی نئے چاند کی تاریخ کا حساب لگاتے ہوئے استعمال کرتی ہے اور جرمنی کے مختلف حصوں (مشرقی، مغربی، جنوبی اور شمالی) شہروں میں Q پیرا میٹر کی VALUE حاصل کرنے کے بعد تاریخوں کا تعین کر کے منظوری کے لئے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھیجی جاتی ہیں۔

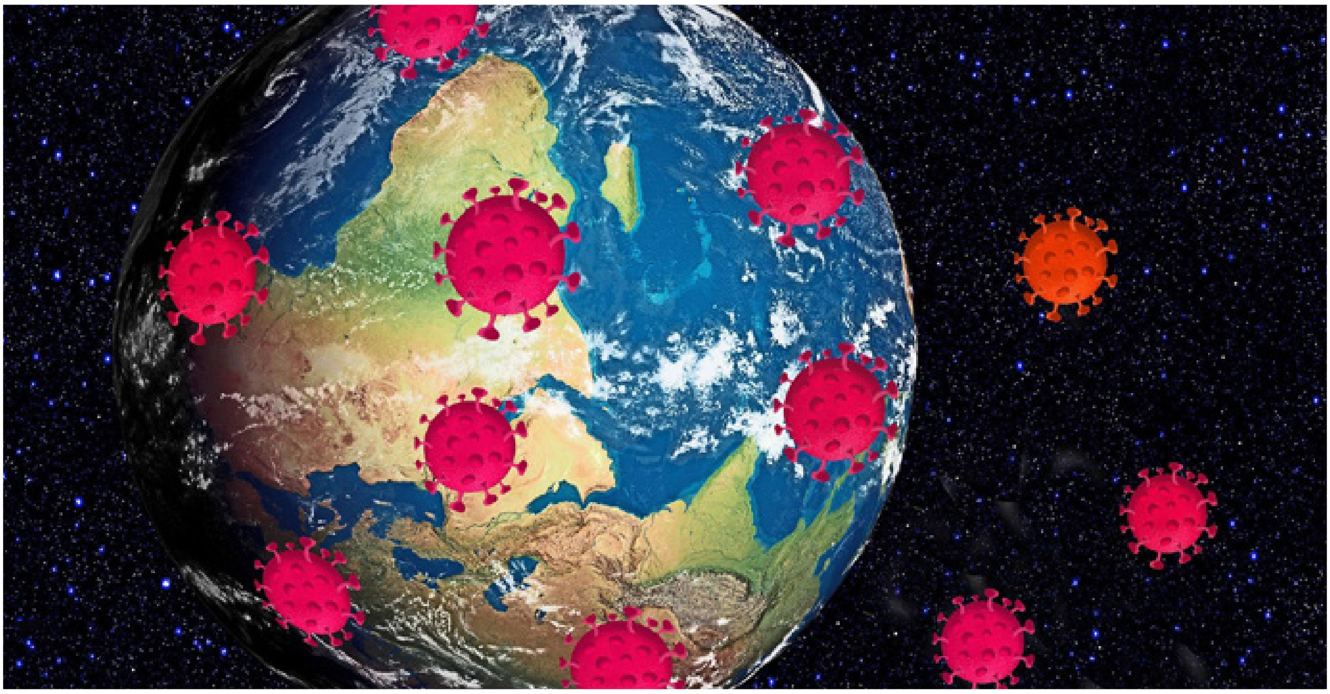

سید سعادت احمد

کورونا وائرس کے اثرات و مضرات

اور

اس کا علاج

انسانی آنکھ سے نظر بھی نہ آسکنے والے ایک وائرس نے ساری دنیا میں تہلکہ مچا کر رکھ دیا ہے۔اس سے نئے سال کے آغاز میں پھوٹنے والی وبائی بیماری اب تک دو سو سے زائد ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ گزشتہ سال دسمبر میں چین کے شہر ووہان میں کووڈ انیس COVID-19 کے نام سے رپورٹ ہوئی تھی اور گیارہ مارچ کو عالمی ادارہ صحت نے اسے عالمی وبا قرار دے دیا۔ 31 مارچ 2020ء تک ذرائع ابلاغ کے مطابق تک دنیا بھر میں 8،50،583 افراد متاثر جبکہ 176,716 افراد صحت یاب ہو چکے ہیں اور 41,674 افراد جان کی بازی ہار چکے ہیں۔صرف جرمنی میں 70,985 افراد کی اس وائرس سے متاثر ہونے کی تصدیق ہو چکی تھی۔

ان اموات کا ایک بے حد تکلیف دہ اور دردناک پہلو یہ ہے کہ اس مرض سے فوت ہونے والے اپنے پیاروں سے مل بھی نہیں سکتے اور ان کے پیارے بھی دور بیٹھے تڑپتے رہ جاتے ہیں۔ کئی مریضوں نے موبائل ڈیوائسز Devices پر ہی اپنے لواحقین کو الوداع کہا۔ یہاں تک بعض ملکوں میں کہ ان کی آخری رسومات اور تدفین میں بھی شمولیت کی اجازت نہیں دی جارہی۔

کورونا وائرس کو پھیلنے سے روکنے اور اس سے نمٹنے کی خاطر عالمی سطح پر کوششیں جاری ہیں۔ ہر جگہ خوف کی فضا چھائی ہوئی ہے، مارکیٹوں میں افراتفری کا عالم ہے۔ بیماری کی زد میں آنے اور اس سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد کا معاملہ ایک طرف، اس صورتحال کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے معاشی اور اقتصادی بحران نے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے۔حکومتی ایوان دن رات اس خوفناک صورتحال سے نمٹنے کیلئے کوشاں اور مصروف عمل ہیں۔ محتاط اندازوں کے مطابق اس سے متاثر ہوئے والوں کی تعداد کئی ملین تک جا سکتی ہے۔ جرمنی کی چانسلر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس وباء سے 70 فیصد تک آبادی کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ ابھی تک اس سے ہلاک ہونے والے زیادہ تر بڑی عمر کے لوگ ہیں تاہم نوجوان اور بچے بھی اس وائرس کا شکار ہو رہے ہیں۔

اس وبا کے پھیلاؤ کو روکنے کی خاطر ہر قسم کے انسانی رابطوں کو منقطع کرنے کے احکام جاری کئے جارہے ہیں۔ بین الملکی آمد و رفت پر پابندیاں لگائی جارہی ہیں، فیکٹریوں میں کام رُک گیا ہے، دفاتر میں کام کرنے والوں کو گھروں سے کام کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور تعلیمی ادارے نیز نائٹ کلب، سینما گھر، ریستوران اور بارز بند کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا ہے۔ حتی کہ ابراہیمی مذاہب میں انتہائی مقدس تصور کی جانے والی مسجد الاقصیٰ اور گنبد الصخرا (Dome of the Rock)، خانہ کعبہ اور ویٹی کن سٹی کو بھی غیر معینہ مدت کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ دنیا بھر کی طرح جرمنی میں بھی ہر قسم کے دینی و دنیوی

اجتماعات پر مکمل پابندی لگادی گئی ہے۔ چنانچہ یہاں تاریخ میں پہلی بار ایسا ہو رہا ہے کہ مساجد میں اذان تو ہوتی ہے لیکن باجماعت نماز حتیٰ کہ نماز جمعہ بھی ادا نہیں کی جارہی۔

اس پیش منظر میں عام لوگوں میں بے چینی اور گھبراہٹ ایک فطرتی ردّ عمل ہے۔ چنانچہ لوگوں نے آئندہ ہفتوں میں پیش آنے والے ممکنہ حالات کے پیشِ نظر اشیائے ضرورت کی اتنی کثرت سے خریداری کی ہے کہ بڑی بڑی مارکیٹوں کی بھی الماریاں خالی ہوگئیں۔ تاہم حکومت اشیائے ضرورت کی فراہمی کو یقینی بنانے کا تہیّہ کئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے روزمرہ کی اشیاء سرِدست دستیاب ہیں۔ یاد رہے کہ ہمارے پیارے آقا ایّدہ اللہ تعالیٰ گزشتہ کئی سال سے ہدایت فرماتے چلے آرہے ہیں کہ ہر گھر میں کم از کم تین تین ماہ کے لئے بنیادی اشیائے ضرورت کا سامان ہونا چاہئے۔

ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ کورونا وائرس کی وجہ سے عالمی سطح پر پیدا ہونے والا مالیاتی بحران آئندہ ہفتوں میں اور بھی تباہ کن ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس معاشی بحران سے نمٹنے کے لئے دنیا بھر کی حکومتیں بڑی بڑی رقوم بطور ریلیف فنڈ مختص کر رہی ہیں۔ یہ رقوم چھوٹی بڑی کمپنیوں کو بطور قرض دی جائیں گی تا کہ معیشت کا پہیہ چلتا رہے اور کسی بھی ناقابل تلافی اقتصادی نقصان سے محفوظ رہا جاسکے۔ ایک خطرناک وبا کے موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

”معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ واستغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہوسکتی ہے۔ لہٰذا تمام بندگانِ خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے خدا کے احکام بجالاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق وفجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسائیوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ وخیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بَلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دُعا کریں۔ پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر قسم کے نیک کام بجالائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں جو اپنے غضب سے ایک ہی دم میں دُنیا کو ہلاک کرسکتا ہے۔

میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبۃ النصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 394۔ اشتہار نمبر 188 مطبوعہ 2019ء)

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ فرمودہ 20 مارچ 2020ء میں اس وائرس کا تفصیلی تذکرہ فرمایا ہے، حضور انور کے بیان فرمودہ مضمون کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر پیش ہے، حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اب میں آج کل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کے بارہ میں دنیا داروں کے جو تبصرے ہیں اور تجزیے ہیں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ فلپ جونسٹن Daily Telegraph کی اشاعت 18 مارچ 2020ء میں لکھتے ہیں کہ Netflix اور اس طرح کے دیگر پلیٹ فارمز کی رپورٹ ہے کہ آج کل دکھائی جانے والی 2011ء کی ایک فلم بہت مقبول ہورہی ہے جس کا نام Contagion ہے۔ اس کی کہانی میں ایک وائرس کے پھیلاؤ، طبی محققین اور صحت کے اداروں کی طرف سے اس بیماری کی شناخت اور اس پر قابو پانے کی شدید کوششوں، معاشرتی نظم وضبط ختم ہونے اور آخر میں اس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے ویکسین متعارف کروانے کا ذکر ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں سوچتا ہوں کہ شائد ہمارا اس طرح دنیا کی تباہی کے موضوع پر بنی فلموں میں دلچسپی لینا ہمارے لمبا عرصہ رہنے والے استحکام اور ترقی کا نتیجہ ہے۔ کہتا ہے کہ یہ حیران کن ہے کہ صرف دو ہفتوں کے دوران ہماری دنیا بالکل اُلٹ چکی ہے، ہمارے سارے منصوبے رُک گئے ہیں اور مستقبل کے بارے میں ہماری اُمیدیں غیر یقینی ہیں۔ پھر آگے کہتا ہے کہ نہ تو سرد جنگ کے دوران ایٹمی جنگ کا خطرہ اور نہ ہی حالیہ پیش آنے والے مختلف معاشی بحرانوں کا ایسا اثر تھا جس طرح آج اس وبا سے ہورہا ہے۔ یہاں تک کہ گزشتہ عالمی جنگ کے دوران بھی لوگ تھیٹر اور سینما اور ریسٹورانٹ اور کیفے، کلبوں اور پبز میں جاتے تھے۔ کم از کم یہ چیز تھی جو لوگوں کو میسر تھی۔ لیکن ہم آج کل یہ بھی نہیں کرسکتے۔ پھر کہتا ہے کہ ہم میں سے بیشتر جو دوسری

وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو!

اِک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار

خوب کھل جائیگا لوگوں پہ کہ دیں کس کا ہے دیں
پاک کر دینے کا تِیرتھ کعبہ ہے یا ہر دوار

وحیِ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار

کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
فوقِ عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روزِ شمار

پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
اُن کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار

یہ خوشی کی بات ہے سب کام اُس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمُرزگار

کیوں نہیں ڈرتے خدا سے کیسے دل اندھے ہوئے
بے خدا ہرگز نہیں بدقسمتو! کوئی سِہار

آسماں پر اِن دنوں قہرِ خدا کا جوش ہے
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہونہار

مَیں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں اِن خشک دِل لوگوں کو خوفِ کردگار

(انتخاب از درثمین)

جنگِ عظیم کے بعد کے زمانے میں پلے بڑھے ہیں ہم لوگوں نے ہمیشہ خوشحالی استحکام اور اطمینان کی توقع کی ہے جس کا پہلی نسلوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ لوگ ایسے حالات میں تھے کہ اس بارہ میں سوچتے۔

اُمید کی کرن

پھر آگے لکھتا ہے کہ امید ہے کہ سائنس اس بیماری کی ویکسین یا علاج لے کر ہمارے بچاؤ کے لئے آجائے اور شائد ایسا ہو بھی جائے۔ اور پھر کہتا ہے کہ Seattle(امریکہ) میں آج انسانی رضا کاروں پر اس تجربہ کا آغاز ہوا ہے۔ لیکن کہتا ہے کہ بُری خبر یہ ہے کہ یہ جاننے میں بھی مہینوں لگیں گے کہ اس ویکسین کا کوئی فائدہ بھی ہوگا یا نہیں۔

پھر آگے لکھتا ہے کہ پوری تاریخ میں لوگوں نے اس طرح کے حالات میں اپنے عقیدہ کا سہارا لے کر اپنے آپ کو ان حالات سے گزارا ہے۔ پرانی تاریخ کے مطابق جب بھی ایسے خطرناک حالات پیدا ہوئے تو اُنہوں نے اپنے عقیدہ کا سہارا لیا اور اپنے حالات کو گزارا، اللہ کی طرف رجوع کیا تا کہ ان لوگوں اور ان کے پیاروں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے، اس کو کوئی معنے اور مطلب دیں۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ لا مذہب ایسے موقعوں پر ہمیشہ اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے ایک سیکولر انسانیت پسندانہ نظریہ اپناتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر ایک روشن خیالی کا تصور ہے۔ اُن کا نظریہ ہے کہ انسانی کوششوں سے قدرتی عمل کو ہمیشہ بہتر کیا جاسکتا ہے اور اسے تقدیر یا خدا کے قہر سے جوڑنا ضروری نہیں ہے۔ پھر کہتا ہے کہ ہم نے کتنی بار لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ سائنسدان کچھ حل نکال لیں گے۔ چاہے وہ گلوبل وارمنگ کا مسئلہ ہو یا کوئی وبائی بیماری۔ ہمیں عنقریب یہ پتا چلنے والا ہے کہ آیا اس طرح کی اُمید رکھنا صحیح ہے یا نہیں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر کہتا ہے کہ میں (دنیا دار ہے ناں خود) پھر چرچ کی طرف واپس چلا جاؤں گا۔

پس اس وائرس نے دنیا کو اس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ خدا کی طرف رجوع کریں۔ لیکن حقیقی خدا اور زندہ خدا تو صرف اسلام کا خدا ہے۔ جس نے اپنی طرف آنے والوں کو راستہ دکھانے کا اعلان فرمایا ہے۔ ایک قدم بڑھنے والوں کو کئی قدم بڑھ کر ہاتھ پکڑنے اور اپنی پناہ میں لینے کا اعلان فرمایا ہے۔ پس ان حالات میں ہمیں جہاں اپنے آپ کو سنوارنے کی ضرورت ہے اپنی تبلیغ کو مؤثر رنگ میں کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو اسلام کے بارے میں پہلے سے بڑھ کر متعارف کروانے کی ضرورت ہے، ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ دنیا کو بتائے کہ اگر اپنی بقاء چاہتے ہو، اگر اپنا بہتر انجام چاہتے ہو تو اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانو۔ یہ زندگی کا انجام ہے جو اصل انجام ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرو۔

حضور نے فرمایا یہ آفات تو اب دنیا دار بھی کہتے ہیں کہ یہ بڑھتی چلی جانی ہے۔ اس کے بارے میں ایک ماہر کی تنبیہ یہ ہے۔ The Times میں چھ مارچ میں مضمون شائع ہوا تھا۔ ایک ماہر نے یہ متنبہ کیا ہے کہ خطرناک وائرس کی جنیاتی تبدیلیوں کے عام ہونے کا بہت امکان ہے اور اس کے ساتھ چند برسوں میں ایک نئے کورونا وائرس کے دنیا میں پھیل جانے کا بھی امکان ہے۔ کسی نے لکھا ہے کہ ہر اگلا شاید تین سال کے بعد کوئی اور نئی بیماری آجائے۔ پھر Bloomberg نے بھی مضمون لکھا۔ وہ کہتا ہے کہ سائنسدان کورونا وائرس پر قابو پا سکتے ہیں۔ لیکن وبائی امراض کے خلاف انسانیت کی جنگ نہ ختم ہونے والی جنگ ہے۔ انسانیت اور جرثوموں کے مابین ارتقاء کی دوڑ میں کیڑے دوبارہ آگے آرہے ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق 1970ء کے بعد سے اب تک پندرہ سو سے زیادہ نئے وائرس دریافت ہوئے ہیں اور اکیسویں صدی میں وبائی بیماریاں پہلے سے کہیں زیادہ تیزی سے اور دور تک پھیل رہی ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ اس سے پہلے جو محدود علاقوں میں رہنے والی وبائیں تھیں اب وہ بہت تیزی سے عالمی سطح پر بھی پھیل سکتی ہیں۔ بہرحال اس کی لمبی تفصیلات ہیں یہ تو ساری بیان نہیں ہوسکتیں۔ لیکن اپنے انجام بخیر کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ سے پہلے سے بڑھ کر تعلق پیدا کرنے اور اُس کی طرف رجوع کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور دنیا کو بھی بتائیں کہ اصل انجام آخری زندگی کا انجام ہے۔ جس کے لئے تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بہرحال آنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

احتیاطی تدابیر

’کورونا‘ کی وبا کے بارے میں احتیاطی تدابیر کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: پہلے بھی میں ہدایت دے چکا ہوں۔ یاددہانی بھی کروادوں کیونکہ اب یہ تمام دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور یہاں بھی اس کا اثر بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ اب حکومت بھی اس بات پر مجبور ہوگئی ہے کہ زیادہ سخت اور بڑے اقدامات اٹھائے۔ جب بیماریاں اور وبائیں آتی ہیں تو ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں اس لئے ہر ایک کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے، حکومتی ہدایات پر عمل کریں، بڑی عمر کے لوگ، بیمار لوگ یا ایسی بیماریوں میں مبتلا لوگ جن کی وجہ سے جسم کی قوتِ مدافعت کم ہوجاتی ہے، اُن کو بہت زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑی عمر کے لوگ گھروں سے کم نکلیں اور یہی حکومت کا اعلان بھی ہے۔ سوائے اس کے کہ بہت اچھی صحت ہو عموماً گھر میں رہنا چاہیے۔ مسجد میں آنے میں بھی احتیاط کریں یہاں تک کہ جمعہ بھی اپنے علاقہ کی مسجد میں پڑھیں۔ سوائے اس کے کہ اس بات پر بھی حکومت کی طرف سے پابندی لگ جائے کہ جمعہ بھی کھلی Gathering میں نہ ہو۔ عورتیں عموماً مسجد میں آنے سے پرہیز کریں کیونکہ بچوں کے ساتھ آتی ہیں۔ پھر عموماً ڈاکٹر آج کل کہہ رہے ہیں کہ اپنی جسم کی قوت مدافعت بڑھانے کے لئے اپنے آرام پہ بھی توجہ دینی چاہیے۔ اس کے لئے اپنی نیند پوری کریں خود بھی اور بچے بھی۔ ایک بڑے آدمی کے لئے چھ سات گھنٹے کی نیند ہے۔ بچے کے لئے آٹھ نو یا دس گھنٹے کی نیند ہے، اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ یہ نہیں کہ ساری رات بیٹھ کر ٹی وی دیکھتے رہے، اس کے بعد صبح ایک تو نماز پر نہ اُٹھ سکے پھر جلدی جلدی اُٹھے، چند گھنٹوں کے بعد کام پہ جانا ہے۔ سارا دن سُستی اور کمزوری پھر کام کی تھکاوٹ اور اسی وجہ سے پھر یہ بیماریاں حملہ بھی کرتی ہیں۔ اسی

طرح بچوں کو بھی عادت ڈالیں جلدی سوئیں اور آٹھ نو گھنٹے کی نیند پوری کر کے جلدی اُٹھیں۔ بازاری چیزیں کھانے سے بھی پرہیز کریں، ان سے بھی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ خاص طور پر چپس وغیرہ سے پرہیز کریں۔ یا ایسی چیزیں جن میں بعض Preservative ڈالے ہوتے ہیں صحت کے لئے خطرناک ہیں، ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ بھی آہستہ آہستہ انسانی جسم کو کمزور کرتے جاتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر آج کل یہ بھی کہتے ہیں کہ پانی بار بار پینا چاہیے۔ضروری ہے کہ ایک گھنٹہ بعد آدھے پونے گھنٹہ بعد ایک دو گھونٹ پی لیں۔ یہ بھی بیماری سے بچنے کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ ہاتھوں کو صاف رکھنا چاہیے۔ اگر سینیٹائزر نہیں بھی ملتے تو ہاتھ دھوتے رہیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کم از کم پانچ دفعہ وضو کرنے والے کو صفائی کا موقع مل جاتا ہے۔ اس طرف توجہ کریں۔ چھینک کے بارہ میں پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں مسجدوں میں بھی اور عام طور پہ بھی اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے بھی رومال ناک پر رکھ کے یا اب ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اپنا بازو سامنے رکھ کے اس پہ چھینکیں تا کہ ادھر اُدھر چھینٹے نہ اُڑیں۔ بہرحال صفائی بہت ضروری ہے اور اس طرف خیال رکھنا چاہیے۔

آخری حربہ

آخری حربہ دعا ہے، یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شر سے بچائے۔ ان تمام احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں جو کسی وجہ سے اس بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں، یا ڈاکٹروں کو شک ہے کہ ان کو بھی یہ وائرس ہے۔ یا کسی بھی اور بیماری میں مبتلا ہیں سب کے لئے دعا کریں۔ پھر اسی طرح کسی بھی بیماری کی کمزوری کی وجہ سے جیسا کہ میں نے کہا وائرس حملہ آور ہو جاتا ہے ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بچا کے رکھے۔عمومی طور پر ہر ایک کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اس وبا کے اثرات سے بچا کے رکھے۔ جو بیمار ہیں انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ اور ہر احمدی کو شفا عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ ایمان اور ایقان میں بھی مضبوطی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

یوم مسیح موعودؑ کے موقع پر
جماعت احمدیہ جرمنی کا خصوصی جلسہ

مؤرخہ 23 مارچ 2020ء کو شام سات بجے بیت السبوح فرانکفرٹ میں یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقع پر امیر جماعت جرمنی محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں ایک خصوصی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی یہ کارروائی ایم ٹی اے کی یوٹیوب لائیو سٹریم پر اردو اور جرمن زبانوں میں بیک وقت نشر کی گئی۔ اس طرح سے احباب جماعت جرمنی نے اس جلسہ میں اپنے اپنے گھروں پہ رہتے ہوئے شرکت کی۔ یاد رہے کہ ان دنوں کورونا وائرس کی وجہ سے ہر قسم کے اجتماعات پر پابندی کی وجہ سے یہ خصوصی انتظام کیا گیا تھا، اس طرح سے تاریخ احمدیت میں پہلی بار اس نوعیت کا جلسہ منعقد ہوا ہے۔

اس جلسہ کے آغاز میں مکرم احمد کمال صاحب نے سورہ جمعہ کی ابتدائی چار آیات کی تلاوت کی۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اس جلسہ کی خصوصی نوعیت کے بارہ میں چند تعارفی کلمات کہنے کے بعد مکرم مرتضیٰ منان صاحب، مربی سلسلہ کو نظم کے لئے بلایا۔موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام ”کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر“ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مبلغ انچارج مکرم مولانا صداقت احمد صاحب نے جلسہ سے اردو میں خطاب کیا۔موصوف نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود کی سیرت و سوانح کے بعض واقعات پیش کئے اور آپؑ کی صداقت کا مضمون واضح کیا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے چالیس سال قبل کی اپنی یادیں سامعین وناظرین کے سامنے پیش کیں جب آپ پہلی مرتبہ قادیان گئے تھے۔ آپ نے مسجد مبارک، سرخ چھینٹوں والے کمرے اور حضور کے زمانہ کے حالات کا ذکر کر کے سامعین کو قادیان کی زیارت کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ یہ بڑا ہی ایمان افروز اور روح پرور تجربہ ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا کشتی نوح سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضورؑ نے ہم سے بہت بلند توقعات کا اظہار کیا ہے۔ جلسہ کے آخر پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 مارچ 2020ء کا ابتدائی حصہ سنوایا گیا جس میں حضور انور ایدّہ اللہ نے یوم مسیح موعودؑ کے بارہ میں جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی یاد دہانی کرائی ہے۔ ٹھیک ایک گھنٹہ کے بعد جلسہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

شعبہ تربیت اور ایم ٹی اے جرمنی نے اس پروگرام کا انتظام کیا تھا، ان شعبوں کی رپورٹس کے مطابق مجموعی طور پر قریباً پینتیس ہزار احباب جماعت اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے اس جلسہ میں شریک ہوئے، الحمد للہ۔

کورونا ٹاسک فورس

کورونا وائرس کی وجہ سے پیدا ہونے والی موجودہ صورت حال کے پیش نظر امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی ہدایت پر ایک ٹاسک فورس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے انچارج مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جرمنی ہیں۔موصوف نے نمائندہ اخبار احمدیہ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ اس فورس کا کام حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں حکومتی ہدایات پر عمل درآمد کرانا ہے۔ اس ٹاسک فورس میں تمام ذیلی تنظیموں کے علاوہ جماعت کے فلاحی ادارے ہیومینیٹی فرسٹ، النصرت اور مرکزی شعبہ جات میں سے جنرل سیکرٹری، جائیداد، امور عامہ، مال، ضیافت اور صدر میڈیکل ایسوسی ایشن جرمنی بھی شامل ہیں۔ اسی طرح خواتین ڈاکٹرز سے صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ کے تعاون سے رابطہ کیا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں سرکاری سطح سے موصول ہونے والی ہدایات کو حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے احباب جماعت تک سرکلرز کی صورت میں پہنچایا جا رہا ہے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ پر بھی مسلسل معلومات مہیا کی جا رہی ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان ہدایات پر عمل کر کے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی پہنچائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وائرس کے اثرات سے ساری انسانیت کو محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

نارڈرسٹڈ کا فضائی منظر

مکرم محمد کولمبس خان صاحب

خوش نصیب بستی

NAHE

ہمبرگ سے مشرق کی جانب ڈنمارک جانے والی سڑک پر واقع دو ہزار چارسو نفوس پر مشتمل چھوٹی سی بستی NAHE کو جرمنی بھر میں یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ یہاں خلیفۃ المسیح چھ مرتبہ ورود فرما ہو چکے ہیں اور جرمنی میں یہ واحد بستی ہے جہاں خلیفۃ المسیح کی ذاتی رہائش گاہ تعمیر ہوئی ہے۔ نیز اسی بستی میں جماعت جرمنی کی رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑی جائیداد ہے۔

بنیادی طور پر یہ بستی زراعت پیشہ لوگوں پر مشتمل تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ چھوٹے صنعتی کاروبار بھی قائم ہو گئے اور اب یہ بستی اس علاقہ کا تجارتی محور بن گئی ہے۔ یہ بستی انتظامی طور صوبہ Schleswig-Holstein کے ضلع بادزیگیبرگ میں شامل ہے۔

تاریخی ریکارڈ کے مطابق اس بستی کی بنیاد آلسٹر نام کے ایک ندّی کے کنارے پڑی تھی جب 1457ء میں ہمبرگ کے ایک خریدار نے یہاں دو کاشتکاروں کے پرانے ڈیرے خریدے۔

یورپی قوتوں کی پنجہ آزمائی میں اس جگہ کے کاشتکاروں کو بھی کافی تکلیف اٹھانی پڑی۔ 1827ء میں یہاں آٹا پیسنے والی ایک چکی اور تین سال بعد اینٹیں تیار کرنے والے ایک بھٹہ کی شاہی اجازت دی گئی۔ 1941ء میں یہاں پہلا سکول قائم ہوا۔ ریلوے لائین 1907ء میں یہاں سے گزری لیکن اب ایک طویل عرصہ سے بند ہو چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1994ء میں یہاں قیام فرما ہوئے تو روزانہ صبح کی سیر کے لئے اس پٹری پر چلتے تھے۔ اس بستی میں 1913ء میں بجلی کا انتظام کیا گیا۔ دونوں جنگوں میں یہاں کے فوجی اور سِول بیالیس باشندوں نے جان کی قربانی پیش کی جن کی یادگاریں وسطی چوک میں قائم ہیں۔ ہمبرگ میں بمباری سے بچنے کے لئے جنگِ عظیم دوئم کے دوران بہت سے لوگ پناہ لینے یہاں آ گئے تھے۔

اگرچہ جماعت احمدیہ کی نئی مسجد بیت البصیر 'ناہے' میونسپلٹی میں واقع ہے مگر افراد جماعت کی اکثریت شہر 'نارڈرسٹڈ' میں مقیم ہے جو 'ناہے' سے تقریباً 17 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ صوبہ کے جنوب میں اور ہمبرگ کے شمال میں اٹھاون مربع کلومیٹر پر مشتمل اس قصبہ کو جسے ہمبرگ کی بڑھتی ہوئی صنعتی ضروریات کے پیش نظر صوبے نے اپنے اضلاع 'پنی برگ' اور 'بادزیگے برگ' کے دو دو قریبی دیہات کو یکجا کر کے یکم جنوری 1970ء کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دے دیا۔ اس کے نتیجہ میں بلدیہ کی طرف سے ہمبرگ کی نسبت کم ٹیکس پر سکنی اور کمرشل جگہوں کی فراہمی نے آبادی اور کئی نئی صنعتوں کے لئے گنجائش پیدا کر دی گئی۔ اب یہ لگ بھگ اَسی ہزار کی آبادی پر مشتمل صوبہ کا پانچواں بڑا شہر بن چکا ہے۔ ہمبرگ میں آنے والے بعض احمدیوں نے 1975ء میں کام کی وجہ سے اسی شہر میں سکونت اختیار کی تھی اور اب یہاں الحمدللہ ایک بڑی جماعت بن چکی ہے۔

اس شہر میں چند قبل دید مقامات ہیں ان میں سے ایک فائر بریگیڈ میوزیم بھی ہے اسے نارڈرسٹڈ کے مرکز میں 1990ء میں پبلک کے لیے کھولا گیا۔ یہ میوزیم میں قرون وسطی سے لے کر جدید دور تک آگ کی روک تھام اور بچاؤ کی تاریخ کے بارے میں معلومات پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جرمنی کا سب سے قدیم بھاپ چھڑکنے والا نیز موٹر سے سپرے کرنے والے فائر ٹرک اور ٹریلر بھی اس میوزیم کی نمائش میں شامل ہیں۔ اس میوزیم میں علاقہ

باقی صفحہ 46 پر

جماعت احمدیہ مہدی آباد

جماعت احمدیہ مہدی آباد کی تاریخ پر مشتمل یہ مضمون تاریخ کمیٹی جرمنی کے ممبران نے دستیاب ریکارڈ اور اس جماعت کے ابتدائی افراد سے انٹرویو کر کے کچھ مواد جمع اور مرتب کیا ہے جسے اس درخواست کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے کہ اگر کسی دوست کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی معلومات ہوں تو براہ کرم تاریخ کمیٹی کو ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ یہ مضمون مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب، ممبر کمیٹی نے تیار کیا ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

1974ء کے ہنگاموں اور آئینی تبدیلی کے بعد پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آنے والے احباب زیادہ تر براستہ فرانکفرٹ اور کچھ براستہ برلن آتے تھے۔ برلن سے آنے والے ہمبرگ کے نواحی اضلاع میں ٹھہرا دیئے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں جرمنی کو جماعتی انتظام کے تحت ہمبرگ اور فرینکفرٹ دو ریجنز میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہمبرگ ریجن میں جو شمالی صوبوں پر مشتمل تھا، باقاعدہ نظام جماعت قائم نہیں تھا اور قریبی اضلاع میں مقیم احمدی ہمبرگ جماعت میں ہی شمار کئے جاتے تھے تاہم جوں جوں نسبتاً دور دور کے علاقوں میں احباب جماعت کی تعداد بڑھنے لگی توسفری سہولتوں کے مطابق جماعتیں بھی قائم کی جانے لگیں۔ چنانچہ مسجد فضل عمر ہمبرگ سے جانب مشرق قریباً چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر جماعت مہدی آباد بھی اُسی زمانہ میں قائم کی گئی تھی۔ ابتداءً یہ جماعت 1979ء میں Norderstedt کے نام سے قائم کی گئی تھی تاہم دس سال بعد جب اس علاقہ کے ایک گاؤں 'ناہے' Nahe میں اللہ تعالیٰ نے ایک وسیع وعریض رقبہ جماعت کو عطا فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کا نام مہدی آباد رکھا تو اس جماعت کا نام بھی تبدیل کر کے مہدی آباد ہی کر دیا گیا۔

اس علاقہ میں سب سے پہلے 1975ء میں مکرم مبارک احمد صاحب طاہر کی آمد کے بعد 1976ء میں مکرم حبیب اللہ صاحب طارق ابن مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب انسپکٹر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ اور ان کے بعد مکرم جعفر احمد خاں صاحب آئے۔ علاوہ ازیں مکرم منیر احمد باجوہ صاحب، مکرم ملک غلام عباس صاحب۔ مکرم محمد کولمبس خاں صاحب اور مکرم مشتاق باجوہ صاحب بھی یہاں آباد ہونے والے اوّلین احمدیوں میں سے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد (عورتوں، بچوں سمیت) اٹھائیس تھی چنانچہ ایک الگ جماعت کے قیام کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے

اوپر دی گئی تصویر میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ مجلس عاملہ جماعت مہدی آباد (اکتوبر 2019ء) اور بعض مرکزی عہدیداران

بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم چوہدری کولمبس خان صاحب، مکرم ادریس احمد صاحب، مکرم فرزان احمد خان صاحب، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ، مکرم عبدالرؤف صاحب (صدر جماعت)، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم صداقت احمد صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، مکرم سلیم احمد طور صاحب، مکرم محمد رزاق صاحب، مکرم راشد ارشد خان صاحب (ایڈیشنل سیکرٹری سو مساجد، آمد جرمنی)

کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم محمد قاسم رزاق صاحب، مکرم طیب صدیق صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب، مکرم محبوب احمد صاحب، مکرم غلام مصطفی ودود صاحب، مکرم دانیال ودود صاحب، مکرم محمد نواز صاحب، مکرم عطاء الجبار صاحب، مکرم حبیب اللہ طارق صاحب

18 ستمبر 1989ء کو پہلی مرتبہ مہدی آباد کا معائنہ فرمانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے خدام کے درمیان

مکرم لئیق احمد صاحب منیر مبلغ سلسلہ ہمبرگ نے جولائی 1979ء میں مکرم رفیق احمد جاوید صاحب کے مکان واقع Lütjenmoor 23, Norderstedt پر احباب کو جمع کیا اور ایک سیکرٹری کا انتخاب کروایا۔جس میں مکرم کولمبس خان صاحب کو منتخب کیا گیا جبکہ مکرم ملک غلام عباس صاحب کو صدر نامزد کیا۔ اس طرح یہ ابتدائی تنظیمی کارروائی عمل میں آئی۔ کچھ عرصہ کے بعد جرمنی کے مخصوص حالات کے پیش نظر ہمبرگ ریجن کی جماعتوں میں صرف سیکرٹری کا عہدہ ہی رکھا گیا۔

1982ء/1983ء میں اسائلم کیسز کے منظور نہ ہونے کی وجہ سے بڑی تعداد میں احباب پاکستان یا دوسرے علاقوں میں چلے گئے اور تجنید کم ہو کر دس بارہ افراد تک رہ گئی۔ 1984ء میں دوبارہ اضافہ ہونے لگا اور مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی آ گئے۔ اس دوران نظام جماعت کی طرف سے سیکرٹری کے عہدہ کو جنرل سیکرٹری بنا دیا گیا۔ اس حیثیت سے کچھ عرصہ مکرم شفیق احمد صاحب مرحوم اور ان کے بعد مکرم قاضی محمد نعیم صاحب کو خدمت کی توفیق ملی۔ 1985ءمیں مقامی جماعت میں صدر کے عہدہ کے لئے بھی انتخاب کی اجازت مل گئی اور مکرم کولمبس خان صاحب کو صدر حلقہ منتخب کیا گیا کیونکہ نارڈرسٹڈ۔ ہمبرگ جماعت کا ایک حلقہ ہی تھا۔ ان کے بعد اب تک مندرجہ احباب کو بطور صدر جماعت مہدی آباد خدمت کی توفیق ملتی رہی ہے:

مکرم حبیب اللہ طارق صاحب 1998 تا 2013ء

مکرم کولمبس خان صاحب 2013ء تا 2016ء

مکرم عبدالرؤف صاحب 2016ء تا حال

1980ء میں ماہانہ اجلاس کے لئے مقامی گرجا گھر کا ہال کرایہ پر لیا گیا اور اذان دے کر وہاں نمازیں بھی ادا کی گئیں۔ یہ اذان مکرم سیّد ارشد علی شہزاد نے دی۔ اس گرجے میں نارڈرشٹڈ کا جماعتی اجلاس بھی ہوا جس میں مکرم منصور احمد خان صاحب مبلغ انچارج نے بھی شرکت فرمائی۔

مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ سلسلہ کی دوسری بار ہمبرگ آمد اور مکرم لئیق احمد صاحب کی پاکستان روانگی پر اسی گرجا میں الوداعیہ اور استقبالیہ تقریب کا انعقاد بھی کیا گیا۔ 1981ء میں مقامی بلدیہ سے اجازت لے کر Norderstedt کے ایک شاپنگ سنٹر کے اندر مسقف جگہ میں جماعت احمدیہ کو اپنی نوعیت کا پہلا تبلیغی سٹال لگانے کی سعادت نصیب ہوئی جس کا افتتاح مکرم حیدر علی ظفر صاحب نے دعا کے ذریعہ کیا۔ پہلے روز تقریباً دس افراد نے اس سٹال پر ڈیوٹی دی۔ خدا کے فضل سے یہ سٹال چند دنوں کے استثناء کے ساتھ Heroldcenter Norderstedt میں ابھی تک لگایا جاتا ہے۔ 2020ء میں ہر ہفتہ یہ سٹال لگانے کی اجازت مل چکی ہے، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر بلدیہ کا ہال کرایہ پر لے کر 23 مارچ 1989ء کو ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی جس میں جماعت احمدیہ نارڈرسٹڈ اور جماعت احمدیہ زیگے برگ شامل تھیں۔ اس تقریب میں بڑی تعداد میں جرمن مہمان بھی شریک ہوئے۔حضورؒ کا پیغام اردو اور جرمن میں پڑھ کر سنایا گیا۔ پانچ ناصرات نے ایک فیچر پیش کیا جسے بعد میں جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بھی لجنہ اماء اللہ کی طرف دہرایا گیا۔حضرت بیگم صاحبہؒ بھی موجود تھیں اور اسے بہت پسند فرمایا اور حضورؒ کی خدمت میں اس کا ذکر بھی فرمایا۔

جماعت کے شجرکاری پروگرام کے باقاعدہ آغاز سے قبل Norderstedt میں سب سے پہلا پودا مئی 1989ء میں بلدیہ کے پارک میں لگایا گیا۔ اس کی خبر مقامی اخبارات میں شائع ہوئی۔ صد سالہ احمدیہ جشن تشکر 1989ء کے موقع پر جوبلی کے ”لوگو“ والی یادگاری چھتریاں، فوٹو البم اور غبارے بھی بنوائے اور تقسیم کئے گئے۔ 1989ء سے ہی ہر سال یکم جنوری کو وقارِ عمل کیا جارہا ہے۔ بوننین اور البانین احمدیوں کے ساتھ بھی کثرت سے تبلیغی نشستیں منعقد کی گئیں۔سو سے زائد بیعتیں بھی ہوئیں۔

اس جماعت میں شروع سے ہی تبلیغی میٹنگز منعقد کی جاتی رہی ہیں۔ پہلے تو مہمانوں اور مبلغین سلسلہ کو گھروں میں بلا کر چھوٹے پیمانہ پر منعقد کی جاتی رہیں۔ اور 1989ء میں پہلی بڑی میٹنگ Schulzentrum-Nord کے ہال میں منعقد ہوئی جس میں 65 جرمن مہمان اس میں شامل ہوئے اور مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم نے خطاب کیا اور سوالات کے تشفی بخش جوابات دیئے۔ ڈنمارک میں بدنام زمانہ خاکے بنائے جانے کے بعد جب ساری اسلامی دنیا میں احتجاج جاری تھا تو اُس وقت بھی یہاں کے ایک دوسرے سکول Gesamtschule/Lütjenmoor میں ایک بڑے جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں اسلامی تعلیم اور سیرت النبی ﷺ پر روشنی ڈالی گئی۔ اس موقع پر مختلف مذاہب کے نمائندوں نے بھی تقاریر کیں۔

خلفائے مسیح موعودؑ کا ورودِ مسعود

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تین تین مرتبہ یہاں ورود فرما ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پہلی مرتبہ 17 ستمبر 1989ء دوسری مرتبہ اگلے ہی روز 18 ستمبر اور تیسری مرتبہ 1994ء میں تشریف لائے اور چند دن یہیں قیام فرمایا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ 2011ء میں مسجد بیت البصیر کے سنگِ بنیاد اور دوسری مرتبہ 2012ء میں اپنی رہائش گاہ کے سنگِ بنیاد کے لئے تشریف لائے اور تیسری مرتبہ 2019ء میں مسجد بیت البصیر کے افتتاح کے لئے یہاں ورود فرما ہوئے۔ ان کی تفصیل اسی شمارہ میں اپنی اپنی جگہ موجود ہے۔

مہدی آباد کی وسیع وعریض جگہ دراصل ہمبرگ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کی غرض سے خریدی گئی تھی۔ یکم جنوری 1994ء کو جب بیت الرشید کی عمارت خریدنے کے بعد ہمبرگ جماعت کے لئے ایک بڑا مرکز مہیا ہوگیا تو مہدی آباد کو ہمبرگ ریجن سے الگ کر کے جماعت بنا دیا گیا۔ پھر 1997ء میں ریجنز کی ازسرِنو تقسیم کے بعد مہدی آباد جماعت کو Schleswig-Mecklenburg کے ریجن میں شامل کر کے ریجن کا مرکز قرار دیا گیا اور مکرم محمد کولمبس خاں صاحب ریجنل امیر مقرر ہوئے۔ 2005ء میں اس علاقہ کے جنوبی حصہ کو الگ کر کے ایک نیا ریجن Schleswig-Holstein بنایا گیا۔ جس کا مرکز بھی مہدی آباد رہا۔ نئی تقسیم کے بعد کچھ عرصہ کے لئے مکرم اشفاق احمد سندھو صاحب اور پھر مکرم نورالدین صاحب ریجنل امیر کے فرائض انجام دیتے رہے آج کل مکرم عبدالرؤف صاحب اس کے ریجنل امیر ہیں۔

2009ء میں ریجن Schleswig-Holstein میں دو لوکل امارات قائم کی گئی تھیں۔ جن میں سے ایک لوکل امارت مہدی آباد کہلائی۔ جس کے لوکل امیر مکرم عبدالرؤف صاحب منتخب ہوئے تھے۔ اس میں مہدی آباد باد زیگے برگ اور لیوبک کی جماعتیں بطور حلقہ شامل تھیں۔ اس دوران لیوبک اور باد زیگے برگ میں بڑے پیمانے پر تبلیغی نشستیں ہوئیں اور تحریک جدید میں بھی یہ امارت جرمنی بھر میں اوّل رہی۔ دو سال بعد لوکل امارت ختم کر کے دوبارہ ریجن بنا دیا گیا۔

جماعت Norderstedt (حال مہدی آباد) بنی تو اُس وقت مسجد فضل عمر ہمبرگ میں متعین مبلغ سلسلہ ہی سارے شمالی علاقہ کے نگران ہوا کرتے تھے، اس اعتبار سے اس جماعت کے سب سے پہلے مربی سلسلہ متعین ہمبرگ مکرم لئیق احمد منیر صاحب تھے۔ ان کے بعد بھی ہمبرگ تعینات ہونے والے مندرجہ ذیل مربیان سلسلہ کو یہاں خدمت کی توفیق ملی:

مکرم حیدر علی ظفر صاحب، مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب، مکرم منیر احمد منور صاحب، مکرم ساجد احمد نسیم صاحب۔ ان کے بعد اِس ریجن کے لئے مکرم عدیل احمد شاد صاحب اور کچھ عرصہ مکرم بہزاد احمد چوہدری صاحب مربی سلسلہ رہے۔ آج کل مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مہدی آباد میں تعینات ہیں اور جماعت پنی برگ اور باد زیگے برگ بھی انہی کے حلقہ میں شامل ہیں۔

ابتداء میں آنے والے احمدی خادم ہی ہوتے تھے اس لئے مہدی آباد میں مجلس خدام الاحمدیہ ہی کا قیام ہوا تھا۔ اس کے بعد لجنہ اماءاللہ اور پھر انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت یہ تنظیمیں ہمبرگ ریجن کا حصہ تھیں۔ بعد میں شلیسوگ ریجن بننے پر اس میں شامل کر دی گئیں۔ آغاز میں جب ہمبرگ مجلس کو چار زعامتوں میں تقسیم کیا گیا تھا تو نارڈرشٹڈ میں بھی زعامت قائم ہوئی تھی جس میں چالیس خدام تھے۔

جماعت مہدی آباد کے ممبران مکرم منیر احمد باجوہ صاحب اور خصوصاً مکرم حبیب اللہ طارق صاحب کو طویل عرصہ تک ناظم علاقہ انصاراللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران کئی سال تک مجلس انصاراللہ کے ریجنل اجتماعات مہدی آباد میں منعقد ہوتے رہے۔ اس جماعت

باقی صفحہ 34 پر

مسجد بیت البصیر کے افتتاح کے موقع پر مہدی آباد اور نواحی جماعتوں کے بعض احباب اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ

مہدی آباد

زمین کی خرید سے قانونی مراحل تک

زیرِ نظر مضمون جماعت مہدی آباد کے اولین ممبران جماعت مکرم حبیب اللہ طارق صاحب، مکرم محمد کولمبس خاں صاحب اور مکرم منیر احمد باجوہ صاحب سے تاریخ کمیٹی جرمنی کے ممبران نے انٹرویو کرنے اور بعض مطبوعہ و غیر مطبوعہ دستاویزات سے استفادہ کرنے کے بعد تیار کیا ہے۔ اگر کسی دوست کے علم میں اس کے علاوہ بھی معلومات ہوں تو ان سے درخواست ہے کہ تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں، جزاکم اللہ۔ (صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

جرمنی میں احمدیہ مشن کا اِحیائے نو 1948ء میں ہوا۔ ہمارے مبلغ ابتداء میں 'ہمبرگ' تشریف لائے۔ اس وجہ سے جماعت احمدیہ جرمنی کا مرکز بھی اسی شہر میں 1971ء تک رہا۔ اس دوران تمام تر جماعتی سرگرمیوں کا محور جرمنی میں ہماری سب سے پہلی مسجد 'فضل عمر' ہمبرگ ہوا کرتی تھی۔ 1980ء تک جلسہ سالانہ بھی یہیں ہوتا رہا، اُس وقت جماعت کی تعداد اتنی تھوڑی تھی کہ یہ مسجد ہی جلسہ گاہ تھی۔ 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ہمبرگ تشریف لائے تو ایک نئی کھلی جگہ خریدنے کی طرف توجہ دلائی۔ پھر دسمبر 1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ہمبرگ تشریف لائے اور آپؒ نے مسجد کے صحن میں مستورات کے لئے لگایا گیا ایک خیمہ دیکھا جو خواتین کی تعداد کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹا تھا۔ اسے دیکھ کر حضورؒ نے فوری طور پر بڑی جگہ خریدنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے جلد بعد ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی۔ ہمبرگ کے گرد و نواح میں کئی جگہیں دیکھی گئیں۔ ایک جگہ پسند بھی کر لی گئی لیکن مخالفت کی وجہ سے خریدی نہ جا سکی۔ اسی دوران جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال پورے ہونے کی خوشی میں منائے جانے والے صد سالہ جشن تشکر کا موقع آ گیا۔ اس سال جلسہ سالانہ جرمنی 1989ء کے موقع پر افتتاحی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ جرمنی کو سو مساجد کا منصوبہ عطا کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمارا یہ تجربہ ہے کہ مسجدیں بنانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی برکتیں عطا کرتا ہے اور دیکھتے دیکھتے مسجدیں چھوٹی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف ہمبرگ کا سوال نہیں رہا، جرمنی میں اور جگہوں پر بھی ہمیں ہمت کر کے یا چھوٹی چھوٹی زمینیں لے لینی چاہئیں، چھوٹی سے مراد ہے کہ اتنی ضرور ہوں کہ آپ کے اندازے کے مطابق اگلے دس سال کی ضرورت پوری کر سکیں اور پھر وہاں خوبصورت سی مسجدیں تعمیر ہوں، سر دست چھوٹی ہی سہی لیکن مساجد کے ڈیزائن تیار کرتے وقت اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ دونوں

طرفوں سے ان کو کھولا جا سکے اور بڑھایا جا سکے اور پیچھے کی طرف بھی کھلی گنجائش ہوتا کہ نمازیوں کے بڑھنے کے ساتھ مسجد کی توسیع ہو سکے اور اس عرصے میں جب نمازی بڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مالی وسعتیں بھی ساتھ ہی عطا فرماتا ہے۔ اس لئے مسجد کی توسیع کا کام ساتھ ساتھ آسانی سے ہوتا رہے گا لیکن مساجد کا قیام بہت ضروری ہے۔ تو گزشتہ ایک سو سال کے کامیابی سے گزرنے کے شکرانے کے طور پر جو عجیب عجیب ترکیبیں آپ کو سوجھ رہی ہیں اور مجھے خواب میں بھی یہ نظارہ دکھایا گیا ہے خفیف سا، کہ آپ سوچ ضرور رہے ہیں کہ کس طرح یہ اظہار کیا جائے۔ تو ترکیب آپ کو میں یہ بتاتا ہوں کہ سو مساجد بنادیں جرمنی میں۔ اور آپ کی اتنی جماعتیں ضرور قائم ہو چکی ہیں کہ سو مساجد بنا سکتے ہیں۔ تو اُمید ہے اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ ایک بہت ہی پیارا اظہارِ تشکر ہوگا۔ اور یہ ایسا اظہارِ تشکر ہے جس کی آپ کو بہت ہی برکتیں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراہیم:8)

اگر تم شکریہ ادا کرنے والے بنو گے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ضرور زیادہ عطا کروں گا۔ پس اگر آپ سو مسجدیں بنائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو اس طرح برکتیں دے گا کہ اگلی دفعہ آپ دس ہزار مسجد کے منصوبے بنانے لگیں گے۔ اور اگر دس ہزار مسجدیں بنائیں گے تو کروڑ مسجدیں یا جس حد تک بھی خدا توفیق عطا فرمائے اس حد تک آپ کو منصوبے بڑے کرنے پڑیں گے۔ پس جماعت میں برکت پیدا کرنے کا ایک بہت ہی آزمودہ نسخہ مسجدوں کی تعمیر ہے۔ اور مسجدوں کی تعمیر کے ساتھ مسجدوں کی آبادی کا گہرا تعلق ہے۔ اوّل تو مسجد کی تعمیر سے پہلے ہی دل میں تقویٰ کی بنیاد رکھ دی جائے۔ خدا کی محبت کی اینٹ اپنے دلوں میں قائم کر دیں۔ جس کے نتیجہ میں آپ کو مسجدیں بنانے کی توفیق نصیب ہوگی۔ اور اس کے بعد یہ فیصلہ ساتھ ہی کرنا ہے اگر تقویٰ پر مبنی مسجد بنائی ہے تو لازماً یہ فیصلہ ساتھ کرنا ہوگا کہ اس مسجد کو ہم نے آباد رکھنا ہے اور نیکی کے ساتھ، محبت اور خلوص کے ساتھ

جلسہ سالانہ جرمنی 1989ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
سو مساجد سکیم کا اعلان فرماتے ہوئے

آباد رکھنا ہے۔ اللہ کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے یہاں حاضری دینی ہے۔ اپنے بچوں کو یہاں جانے کی عادت ڈالنی ہے۔ اگر بڑوں کو عادت نہیں اور بچے جاتے ہیں تو وہ اپنے بڑوں کو لے کے جائیں۔ غرضیکہ ایسی مساجد نہیں بنانی جو اینٹ پتھر کے مجسمے ہوں اور محض آپ کی اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے ہوں۔

وَاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن:19)

مساجد تو صرف اللہ کی ذات کے لئے بنانی چاہئیں، اللہ کی محبت کے لئے بنانی چاہئیں۔ اور اس میں خدا کے سوا کسی کو نہ پکارا جائے۔ ویسے تو ہر شخص جو مسجد میں جاتا ہے، خدا ہی کو پکارنے جاتا ہے لیکن اگر نیّتوں میں فتور ہو تو مسجدیں خدا کے سوا کسی اور کو پکار رہی ہوتی ہیں۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ جرمنی سو مسجدیں بنانے کی نیّت کرے اور کوشش کرے کہ جلد از جلد ان مسجدوں کی تعمیر ہو۔ تو اس شرط کے ساتھ کہ خالصتاً لِلّٰہ یہ کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جذب ہو کر، اس کے نام کی سر بلندی کے لئے، اس کی تسبیح و تحمید کے لئے یہ مساجد بنائیں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس کثرت کے ساتھ آپ پر برکتیں نازل فرماتا ہے“۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی مورخہ 12/ مئی 1989ء)

اس خطاب کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے بے پایاں اِنعامات سے نوازا۔ چنانچہ حضورؒ کے اس اعلان کے چند ہفتے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ جرمنی کو معجزانہ طور پر ایک بہت بڑا قطعہ اراضی عطا فرما دیا، جس کی خرید کا اعلان ٹھیک تین ماہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1989ء کے دوسرے روز یعنی 12 اگست کو اپنے خطاب میں جماعت پر نازل ہونے والے بے شمار فضلوں میں اسے شمار کرتے ہوئے فرمایا:

”ابھی حال ہی میں جرمنی کی جماعت کو خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ ہمبرگ میں ایک بڑا مشن ہاؤس قائم کریں جہاں مسجد کی تعمیر بھی ہوگی۔ اور اس کا رقبہ انہتر (69) ایکڑ ہے[1]۔ اب جرمنی جیسے ملک میں جہاں زمین کی بے حد قیمت ہے اور تعمیری زمین کے علاقوں میں تو زمین کی بہت زیادہ قیمت ہے خدا کے فضل سے ہمیں ایک اتنا بڑا رقبہ عطا ہوا جس میں بہت بڑا مشن ہاؤس پہلے سے بنا ہوا موجود ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ جب ہم مسجد تعمیر کر لیں گے تو ایک نئی سکیم کا یہ پہلا حصّہ ہوگا، پہلا قدم ہوگا۔ جب میں گزشتہ centenary جلسے میں شرکت کے لئے جرمنی پہنچا تو ان سے میں نے یہ تحریک کی کہ آپ خدا کے فضل سے بہت تیزی سے آگے بڑھنے والی جماعت ہیں اور اس وقت تمام مغربی دنیا کی جماعتوں کے لئے ایک نمونہ بن چکے ہیں۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ صد سالہ جشن تشکر کو اس طرح منائیں کہ آپ مغربی دنیا کا پہلا ملک ثابت ہوں۔ جہاں سو مساجد تعمیر کی جائیں۔ جرمنی کی جماعت نے اس پر لبیک کہا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر طرف ایک رَو چل پڑی ہے اس عظیم خدمت کی سعادت حاصل کرنے کی۔ اور یہ پہلی مسجد ہوگی اس سو سالہ سکیم میں“۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 25 جنوری 2016ء صفحہ 2)

چند سال بعد اللہ تعالیٰ نے ہمبرگ میں بھی ایک وسیع عمارت خریدنے کی توفیق دی جس کا نام حضورؒ نے بیت الرشید عطا فرمایا۔ یہاں 1995ء سے 2001ء تک نیشنل مجلس شوریٰ جیسے بڑے بڑے پروگرام کا انعقاد بھی ہوتا رہا۔ پھر 2001ء میں فرانکفرٹ میں بیت السبوح جیسی بڑی اور کثیر المقاصد عمارت خریدنے کی اللہ تعالیٰ نے استطاعت بخشی۔ ان انعامات کی بارش کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

1 دراصل رقبہ 43 ایکڑ ہے، کسی غلط فہمی کی بناء پر حضورؒ کے علم میں 69 ایکڑ لایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ 18 ستمبر 1989ء کو مہدی آباد کے پہلے تفصیلی معائنہ کے دوران

مہدی آباد، خرید کی داستان

مذکورہ بالا خرید کیا گیا قطعہ اراضی جرمنی کے شمالی صوبہ Schleswig-Holstein کے ایک گاؤں Nahe میں واقع ہے۔ یہ اراضی اس علاقہ کے پرانے رہنے والے ایک مخلص احمدی دوست مکرم حبیب اللہ صاحب طارق ابن مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مرحوم انسپکٹر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے اپنی کاروباری ضرورت کی خاطر تلاش اور پسند کیا تھا۔ انہی ایام میں جیسا کہ اوپر ذکر گزر چکا ہے، ریجن ہمبرگ کے لئے بھی بڑی جگہ کی تلاش جاری تھی، اس لئے موصوف نے جماعت کی ضرورت کو مقدم سمجھتے ہوئے اسے جماعت کے لئے خریدنے کی تجویز مذکورہ بالا کمیٹی کے سامنے پیش کی جسے مرکز نے غور وفکر کے بعد منظور کرلیا اور حضورانورؒ سے منظوری لینے کے بعد اسے نیلامی کے دن عدالت جاکر خریدنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن بھی ہوگیا۔ مہدی آباد کی تلاش اور خرید کی داستان سناتے ہوئے مکرم حبیب اللہ طارق صاحب نے بتایا:

”یہ 1987ء کی بات ہے کہ میں نے خواب میں ایک لفظ ”Nahe“ لکھا ہوا دیکھا جس کے معنی ”قریب“ کے ہیں۔ صبح اُٹھنے کے بعد خاکسار کو یوں محسوس ہوا جیسے یہاں کہیں قریب ہی مسجد ملے گی۔ اس بات پر دو سال گزر گئے، میرے ذہن سے یہ بات اُتر گئی۔ زمین کی تلاش تو کئی برسوں سے جاری تھی، اس دوران مختلف جگہیں دیکھی بھی گئی تھیں مگر بات نہ بن سکی تھی۔ خاکسار بھی اپنی فرم کے لئے کوئی جگہ ڈھونڈ رہا تھا۔ شروع 1989ء میں مجھے پتہ چلا کہ Nahe نامی گاؤں میں ایک جگہ قرقی ہوجانے کے بعد قابل فروخت ہے۔ اس قطعہ اراضی کا مجموعی رقبہ ایک لاکھ تہتر ہزار مربع میٹر (تقریباً تینتالیس ایکڑ) جو دو حصوں اندرون و بیرون آبادی پر مشتمل ہے۔ اندرون آبادی والا حصہ قریباً اکیس ہزار مربع میٹر (پانچ ایکڑ سے زائد) اراضی جبکہ باقی انتالیس ایکڑ بیرون آبادی قریباً آٹھ سو میٹر دور زرعی زمین پر مشتمل تھا۔ اس کی قیمت ایک اعشاریہ سڑسٹھ (1,67) ملین تھی تاہم نیلامی میں کم قیمت پر مل جانے کا امکان تھا۔ میں نے اس پر مزید کام کیا اور جب بینک سے بات طے ہوگئی تو مجھے خیال آیا کہ جماعت کو بھی اس وقت جگہ کی ضرورت ہے اور یہ جگہ جماعت کے لئے بہت موزوں ہوگی۔ اس پر خاکسار نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے خط ارسال کیا اور محترم امیر کو بھی۔ جس پر حضورؒ نے جگہ کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے بعد جون میں محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مبلغ انچارج جرمنی بعض عہدیداران کے ہمراہ یہاں تشریف لائے اور جگہ کا تفصیلی معائنہ کیا، سب اراکین وفد نے جگہ پسند کی اور اپنی رپورٹ حضورانورؒ کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر حضورؒ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے خرید لیں“۔

قرقی ہوجانے کے بعد اس زمین کی اب نیلامی ہونے والی تھی۔ نیلامی کے لئے خاکسار کے ساتھ مکرم طارق گلفام ملک صاحب (سیکرٹری جائیداد ہمبرگ ریجن) بھی عدالت میں گئے تھے۔ بولی ہوئی تو ہمیں غیر معمولی طور پر یہ زمین صرف چھ لاکھ میں مل گئی جس کی فوری طور پر ادائیگی کر دی گئی اور دیگر قانونی مراحل بھی طے ہوگئے اور یہ زمین خاکسار کے نام منتقل ہوگئی۔ دو ہفتوں بعد مرکز سے کاغذات آنے پر اس کی جماعت کے نام منتقلی ہوگئی، الحمدللہ۔

زمین کا قبضہ ملنے کے فوری بعد 19 جولائی 1989ء کو ہم نے یہاں Gute Nachbarschaft یعنی ”ہمسایوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات“ کے تحت یہاں ایک پروگرام کیا جس میں کئی سو مقامی افراد نے شمولیت کی۔ مقامی پادری صاحب سمیت شہر کی متعدد بڑی شخصیات

NORDEXPREß

27. September 1989

Heide Moser (rechts) und der Kalif (3. v. r.) unterhielten sich sehr angeregt. Habib Ullah Tariq übersetzte die englischen Antworten des Kalifen.

Die Muslime bekamen Besuch vom Kalifen

مہدی آباد میں ہونے والے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اعزاز میں سب سے پہلے استقبالیہ کی خبر کا اخباری تراشہ

نے بھی شرکت کی۔ اس کے لئے آرائشی ٹینٹ لگائے گئے، بچوں کے لئے بھی تفریحی انتظامات کئے۔ موسم بھی بہت اچھا تھا اس لئے سارا دن خوب رونق رہی۔ اس موقع پر محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور اس جگہ کے استعمال کی تفصیل بیان کی جس کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔

ابھی دو دن نہیں گزرے تھے کہ یہاں کے علاقائی اخبارات میں مخالفانہ خبریں شائع ہونے لگیں۔ چنانچہ Bild اخبار نے آدھے صفحہ کی خبر لگائی جس میں صد سالہ جوبلی والا 'لوگو' بھی شائع ہوا۔ ان خبروں میں پادری صاحب کا اس قسم کا بیان بھی شامل تھا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اچھی بات نہیں ہے جس کے جواب میں ہم نے بھی اخبارات کے ہی ذریعہ پوچھا کہ وجہ بتائی جائے کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد چرچ کی طرف سے باقاعدہ مخالفت کا آغاز ہوا۔

کچھ عرصہ کے بعد یہاں چرچ کی طرف سے ایک اشتہار تقسیم ہوا کہ اگر آپ جماعت احمدیہ کے متعلق کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فلاں دن ہمارا ایک پروگرام ہے اس میں شامل ہوں۔ چنانچہ مکرم کولمبس خان صاحب اور خاکسار بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ سارا ہال بھرا ہوا تھا اور پروٹسنٹ چرچ کے صوبائی نمائندہ بھی موجود تھے۔ پادری صاحب نے کہا کہ آج تو چرچ بھرا ہوا ہے ورنہ تو میں اکثر اکیلا ہی ہوتا ہوں۔ گویا آج کی یہ رونق جماعت احمدیہ کی ہی بدولت تھی۔ پروگرام شروع ہوا تو لوگوں نے سوالات کئے کہ احمدی کون ہیں؟ کیا احمدی جبر کرتے ہیں؟ ان سوالات کے پادری صاحب گول مول جواب دیتے رہے۔ ایک سوال یہ تھا کہ احمدی یہاں کیا کرنا اور بنانا چاہتے ہیں۔ اس دوران پادری صاحب کی نظر ہم پر پڑ گئی تو کہنے لگے کہ یہاں جماعت احمدیہ کے نمائندے بھی آئے ہوئے ہیں اس کا جواب اگر یہ خود ہی دیں تو بہتر ہوگا۔ اس پر خاکسار نے پہلے تو ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد اپنا موقف پیش کرتے ہوئے ان لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کا عمدہ موقع ملا۔ خاکسار نے بتایا کہ ہمارے نزدیک مذہب کا مقصد انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب لانا ہے۔ اسی طرح کے بہت سے دیگر موضوعات پر ان کی تسلی کرانے کی کوشش کے ساتھ بڑے خوشگوار ماحول میں یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پھر آہستہ آہستہ پادری صاحب کے ساتھ تعلقات بھی بہتر ہوگئے۔

اسی دوران یہاں Nahe Bürger نامی ایک تنظیم بن گئی جس نے لوگوں سے اس جگہ کو ایک اسلامی مرکز اور مسجد کے طور پر اِستعمال کی اجازت دیئے جانے کے خلاف لوگوں سے دستخط اکٹھے کئے۔ اس تنظیم نے مختلف طریقوں سے ہمیں مجبور کرنے کی کوشش کی کہ کسی طرح ہم یہ جگہ چھوڑ کر چلے جائیں اور ان سب کوششوں کے پس منظر میں معاشرتی وجوہات کے علاوہ مالی مفادات بھی کارفرما تھے ورنہ مذہب سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی"۔

اس کے بعد جماعت کو ایک طویل قانونی جدوجہد سے گزرنا پڑا جس کی تفصیل مکرم کولمبس خان صاحب نے یوں بتائی۔

قانونی جد و جہد

"اس جگہ کو جماعتی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی درخواست متعلقہ ادارہ کو جولائی 1989ء میں ہی دے دی گئی تھی، اس کا ابھی جواب نہیں آیا تھا کہ اسلام کو اپنی تہذیب کے لئے ایک خطرہ تصوّر کرنے والے مقامی باشندوں نے ایک تنظیم جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے، قائم کر کے جماعت کو اس جگہ کے استعمال کی اجازت کے خلاف حکومتی اداروں میں درخواستیں دینی شروع کر دیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ متعلقہ حکومتی ادارہ نے حکم امتناعی جاری کر دیا۔ جس کے بعد تا حکم ثانی یہاں کسی بھی قسم کی تعمیر یا تبدیلی کرنے سے روک دیا گیا۔ اس طرح سے ہمیں قانونی جدوجہد کرنے پر مجبور کر دیا گیا جو دس سال تک چلتی رہی۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم پر مختلف سمتوں سے یہ زمین چھوڑ دینے کے لئے دباؤ ڈالا گیا اور شہری انتظامیہ کی طرف سے B-Plan14 کے نام سے ایک تعمیراتی منصوبہ متعارف کرایا گیا۔ اس منصوبہ کے تحت انتظامیہ یہ فیصلہ کرنا چاہتی تھی کہ اس علاقہ کو مکمل طور پر رہائشی علاقہ قرار دے کر اس کے اندر بنائی جانے والی سڑکوں کو شارع عام کر دیا جائے جبکہ اس وقت یہ ایک ملا جلا (سکنی وکمرشل) علاقہ تھا۔ منصوبہ بندی کرنے والا مقامی کونسل کا یہ محکمہ تعمیرات بہت اختیارات کا حامل تھا اور اس کا فیصلہ آسانی سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہم نے اس

مہدی آباد میں پہلے سے تعمیر شدہ عمارت

محکمہ پر واضح کرنے کی بہت کوشش کی کہ ہم ایک پرامن جماعت ہیں اور ہم سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن وہ نہیں مانے۔

یہ مخالفت ایسی ہی تھی جیسا کہ ہر جگہ ایک انجانے تعصّب کی بنا پر جماعت کے ساتھ ابتداء میں مخالفانہ رویّے کا مظاہرہ ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ احمدیوں کے ردِّ عمل ”محبت سب کے لئے۔نفرت کسی سے نہیں“ کے نتیجہ میں ان مخالفین کا رویّہ دوستانہ ہو جاتا ہے، اس جگہ بھی یہی ہوا۔ اس موقع پرمہدی آباد کے ایک ہمسائے ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل Herr Lünenborg کا ذکر کرنا ضروری ہے جنہوں نے سب سے پہلے ہماری مخالفت کی تھی۔ وہ خاکسار (کولمبس خان) کو ایک دفعہ مارکیٹ میں ملے تو ان کی خواہش پر ان کے گھر گیا۔ اِس موقع پر میں نے انہیں جماعت کا تفصیلی تعارف کرایا اور واضح کیا کہ ہم ایک پُرامن جماعت ہیں۔جس پر انہوں نے حسّاس اِداروں سے ہمارے بارہ میں معلومات حاصل کرکے تسلّی کی کہ یہ لوگ واقعی پُرامن ہیں۔ اس کے بعد ایسا تصرفِ الٰہی ہوا کہ انہوں نے اس پلان B-14 کے ہی خلاف کام شروع کرکے ہماری پرزورحمایت کرنا شروع کردی۔ یہاں تک کہ ان پر احمدی ہوجانے کاالزام بھی لگایا گیا۔ جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ میں نے فوج میں سچ کی حمایت کا حلف اٹھایا ہے اور احمدی اس جگہ کو اپنی دینی ضروریات کے استعمال کرنے میں حق بجانب ہیں اس لئے وہ ان کی پُرزور حمایت سچ پر ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔موصوف کرنل صاحب دوستی کا یہ تعلق اب تک نبھارہے ہیں اور حال ہی میں یہاں تعمیر ہونے والی مسجد بیت البصیر کی افتتاحی تقریب میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ انہوں نے اس موقع پر خطاب بھی کیا۔

کچھ عرصہ کے بعد عدالت نے جماعتی مقاصد کے لئے مہدی آباد کے استعمال کی اجازت تو دے دی مگر پابندی لگا دی کہ یہاں صرف تین سو افراد جمع ہوسکیں گے۔ ہم نے تو یہ فیصلہ بھی منظور کرلیا مگرشہری انتظامیہ نےاس کے خلاف اپیل کر دی اور کیس پھر عدالت میں چلا گیا۔آخر کار دس سال کی طویل قانونی جدوجہد کے بعد ہائی کورٹ میں 28 ستمبر 1999ء کو اس کا قطعی فیصلہ ہمارے حق میں ہوگیا۔ فیصلہ سے قبل موقع کا جائزہ لینے کے لئے جج صاحبان یہاں بھی آئے۔اس عدالتی فیصلہ کے بعدہمیں اس جگہ کو استعمال کرنے کی اجازت بغیرکسی پابندی کے دے دی گئی یعنی تین سو افراد کی پابندی بھی نہ رہی۔

جب فیصلہ آ گیا تو ہم نے علاقہ کی انتظامیہ اورعوامی نمائندگان کو خیرسگالی کے طور پرمہدی آباد میں بلایا۔ الحمدللہ بہت سے لوگ آئے۔ان سب پر ہم نے واضح کیا کہ بے شک ہم نے مقدمہ جیت لیا ہے لیکن ہم میں کوئی غرور یا تکبر نہیں ہے اوریقین دلایا کہ ہم پرامن شہری ہیں اور آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ اس کے بعد ہم نے مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر چرچ اورمہدی آباد میں بھی پانچ مختلف پروگرام کئے جن میں لوگ بڑی دلچسپی سے شامل ہوتے رہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل ایک اور رنگ میں بھی ہوااور وہ یہ کہ بارش کاپانی جمع کرنے کی خاطرمقامی انتظامیہ کو زمین کی ضرورت پڑی اور اس کے لئے انتظامیہ کو مہدی آباد کا وہ علاقہ موزوں لگا جو بیرون آبادی خالص زرعی زمین پر مشتمل ہے۔اس سلسلہ میں وہ ہمارے پاس آئے اور اسے فروخت کرنے کو کہا۔اس پر جماعت نے بیرونی اراضی میں سےمطلوبہ قطعہ زمین حکومت کو دے دیا جس کے بدلہ میں ایک معقول رقم حکومت کی طرف سے جماعت کو ادا کی گئی، فالحمدللہ رب العالمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ورودِ مسعود

مہدی آباد کی خرید کے جلد بعد مجلس خدام الاحمدیہ کے یوروپین اجتماع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جرمنی تشریف لائے تو 17 ستمبر 1989ء بروز اتوار شام 7 بجے حضورانورؒ مہدی آباد Nahe میں بھی پہلی بار تشریف لائے۔ اس موقع پر یہاں حضورپُرنور کے اعزاز میں استقبالیہ کا انتظام کیا گیا تھا جس میں بہت سے مقامی لوگ مدعو تھے۔

حضور پُرنور کچھ دیر کے لئے نئے مشن ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں مع اہل قافلہ تشریف فرما ہوئے۔ اس دوران بعض پریس فوٹو گرافروں نے حضورؒ کی تصاویر بنائیں۔ بعدازاں حضورؒ اُس مارکی میں تشریف لے گئے جہاں استقبالیہ کا انتظام تھا۔ تقریب کی مہمان خصوصی Frau Moser جو صوبہ Schleswig-Holstein کی پارلیمنٹ کی ممبر تھیں،

نے حضورؒ کا استقبال کیا۔ موصوفہ بعد میں صوبہ کی سوشل اور ہیلتھ منسٹر بھی رہیں۔ ان کی تحریک پر ہی نارڈرشٹڈ کے میئر نے اگلے روز حضور انورؒ کو بلدیہ میں استقبالیہ دیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ سے ہوا۔ بعدازاں امیر ملک مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے حضور پُرنور کی شخصیت کا تعارف کروایا۔ پھر مہمانِ خصوصی Frau Moser نے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس کا جواب حضور انورؒ نے اپنے ایک مختصر خطاب میں دیا اور شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔ یہ مجلس حاضرین کے لئے غیر معمولی دلچسپی اور ازدیادِ علم کا باعث ہوئی۔ ترجمانی کے فرائض مکرم طارق حبیب گُڈٹ صاحب نے انجام دیئے۔ حضور انور نے مہمان خصوصی کو قرآن کریم، صدسالہ احمدیہ جوبلی کی یادگاری پلیٹ اور دو عدد البم تحفۃً دیئے۔ بعدازاں سب مہمان حضور انورؒ کے ساتھ عشائیہ میں شریک ہوئے۔ تقریب کے اختتام کے بعد حضور انورؒ واپس فضل عمر مسجد تشریف لے گئے اور 11 بجے کے قریب نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

اگلے دن 18 ستمبر کو 11 بجے قبل دوپہر حضور پرنور Nahe کے ایک قریبی شہر Norderstedt کے میئر کی دعوت پر بلدیہ Rathaus تشریف لائے جہاں شہر کے میئر جناب Dr.Volker Schmidt نے حضور اور اہل قافلہ کو خوش آمدید کہا۔ یہاں گیسٹ روم میں ایک مختصر سی تقریب میں میئر موصوف نے حضور کی خدمت میں انگریزی میں سپاس نامہ پیش کیا جس کا جواب حضورؒ نے ایک مختصر خطاب میں دیا۔ بعدازاں حضورؒ نے میئر کو قرآن کریم اور صدسالہ احمدیہ جوبلی کی پلیٹ تحفۃً دی اور میئر نے بھی نورڈرشٹیڈ کے بارہ میں چار زبانوں میں لکھی گئی کتاب حضورؒ کی خدمت میں پیش کی۔

(تلخیص اخبار احمدیہ جرمنی ستمبر،اکتوبر 1989ء صفحہ 39-38)

اس موقع کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے مکرم کولمبس خان صاحب جو اس وقت حضورؒ کے ہمراہ تھے، بیان کرتے ہیں کہ "میئر صاحب کی طرف سے دی گئی رسمی ضیافت کے بعد حضورؒ میئر صاحب کے دفتر کے

Norderstedter Zeitung

Freitag, 22. September 1989

ukunft'

ihre Ausbildung

g versicherte, daß „hand-
kliche Fähigkeiten nie-
s durch Roboter ersetzt
den".
ür eine qualifizierte Aus-
Weiterbildung setzte sich
o Schütt, Hauptgeschäfts-
rer des Wirtschaftsverban-
Handwerk Schleswig-Hol-
n, ein. Nur, wenn moderne
hnologie eingesetzt werde,
ne die Bundesrepublik im
rnationalen Vergleich wei-
in an der Spitze bleiben.
n Handwerk bescheinigte
o Schütt, in vorbildlicher
se ausgebildet zu haben.
die Schulen richtete
ütt dagegen den Appell,
Kulturtechniken wie Le-
Rechnen und Schreiben
erbessern.
ann folgte die feierliche Ze-
onie der Einschreibung.
zen wurden angezündet,
s Obermeister öffneten
Innungsladen, für jede In-
g traten zwei Lehrlinge in
r typischen Arbeitsklei-
g vor und trugen sich in
Handwerksrolle ein.

Radweges vom Tisch

Die Sprecher von SPD,
ergemeinschaft in Tang-
sich „von den Behörden
haben sie den Bau eines
n Wulksfelder Weg und
grenze vom Tisch gefegt.
pfehlungen der Planer
Lübeck hatte die Mehr-
er Gemeindevertretung
r plädiert, den Radweg
mreihe zu verlegen. Die
pflegebehörde des Krei-
Hamburg spielen nicht
rer Meinung damit die
bsterben verurteilt sind.
ierten für das Abholzen
einiger Zeit abgängigen
äume).
und BGT wollen diese
ssen. Selbst der Appell
Hassel, im Interesse der
änger und Radfahrer den
en zu folgen, um schnell
erwirklichen, konnte die
ht umstimmen.

Antrittsbesuch bei Norderstedts Bürgermeister Dr. Volker Schmidt: Kalif Hazrat Mirza Tahir Ahmad überreichte Schriften des Islam

Geistiges Oberhaupt beim Bürgermeister

gh **Norderstedt** – Nach der Einweihung des norddeutschen Muslim-Zentrums in Nahe machte Kalif Hazrat Mirza Tahir Ahmad, geistiges Oberhaupt der zwölf Millionen Ahmadiyya-Muslime, seinen Antrittsbesuch bei Bürgermeister Dr. Volker Schmidt in Norderstedt. Es war Wunsch des Kalifen, auch die größte Stadt in der Nachbarschaft des neuen Muslim-Zentrums zu besuchen. In Norderstedt leben mehrere Anhänger dieser islamischen Glaubensgemeinde. In dem Gespräch mit Bürgermeister Schmidt sagte der Kalif, er trete für Toleranz und ein friedliches Miteinander aller Gläubigen ein.

Eine Reihe von Gastgeschenken brachte der Kalif mit ins Rathaus: Er überreichte dem Bürgermeister den Heiligen Koran in deutscher Übersetzung, Bücher mit ausgewählten Versen aus dem Koran und ausgewählten Aussagen des Propheten Mohammed sowie einen aus Anlaß des 100jährigen Bestehens der Glaubensgemeinde der Ahmadiyya-Muslime gefertigten Porzellanteller.

WAS · WANN · WO

NORDERSTEDT

Sondergastspiel – „Wiener G'schichten", morgen, 17 Uhr, FaF.

„Schreiben spielen – spielend schreiben" – Anregungen zu eigenen Schreibversuchen mit Angela Bösche, morgen, 14 bis 20 Uhr, Bücherei Garstedt.

Telefonsprechzeiten des Hilfswerk des Kirchenkreises Niendorf – Erziehungs-, Lebens- und Eheberatungsstelle – montags, dienstags, donnerstags, freitags von 10 bis 13 Uhr, mittwochs von 15 bis 18 Uhr, Tel. 040/525 58 44.

„Essen auf Rädern", montags bis donnerstags von 8 bis 10 Uhr, freitags von 12 bis 14 Uhr, Tel. 525 59 86.

OERSDORF

Flohmarkt, morgen, 12 bis 18 Uhr, auf dem Dorfplatz.

KALTENKIRCHEN

Haus- & Grund – Beratung und Information, montags bis freitags, 9 bis 17 Uhr, Tel. 04191/7657.

BAD SEGEBERG

Sprechstunde des Bundes der Vertriebenen, montags, mittwochs, freitags, 9.30 Uhr bis 12.30 Uhr, Kreishaus, Zimmer 128.

KINO-TIP

Palette-Kino, Ohechaussee 11, Norderstedt – Kino I: „Indiana Jones – Der letzte Kreuzzug", Kino II: „Skin Deep – Männer haben's auch nicht leicht", Kino III: „Mein Partner mit der kalten Schnauze". Genaue Anfangszeiten unter Telefon 527 80 00.

Tropica-Kino, Ulzburg-Center, Henstedt-Ulzburg – 16 und 20.15 Uhr: „Die Götter müssen verrückt sein". Telefon 04193/1570.

میئر Norderstedt کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ کی خبر کا اخباری تراشہ

باہر وسیع بالکونی میں تشریف لے گئے جہاں سے شہر کا نظارہ فرمایا اور اپنے پرانے سفر کی یاد تازہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس وقت یہاں اس قدر درخت نہیں تھے۔ دوران گفتگو میئر صاحب نے بتایا کہ ان کا بطور میئر انتخاب 1982ء میں ہوا تھا۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا کہ میرا بھی اِنتخاب بطور خلیفہ 1982ء میں ہوا تھا اور ساتھ ہی دعا دی کہ اللہ تعالیٰ کرے آپ دوبارہ بھی منتخب ہوں۔ جس پر میئر صاحب نے کہا میری بھی آپ کے لئے یہی آرزو ہے۔ اِس پر حضور نے انہیں بتایا کہ خلافت کے معاملہ میں ایسا نہیں ہے۔ نیز بتایا کہ خلافت ایک مرکز رکھنے والا ادارہ ہے۔ پہلے اس کا مرکز قادیان تھا پھر ربوہ اور آج کل لنڈن ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے انگلی کے اشارہ کے ساتھ بتایا کہ "اس وقت مرکز یہاں ہے اس جگہ۔ یعنی جہاں خلیفہ ہوتا ہے وہی مرکز ہوتا ہے"۔ ہم سب حاضرین نے محسوس کیا کہ حضورؒ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے میئر صاحب کا انداز یکسر تبدیل ہوگیا تھا اور احترام اور انکساری ان کے انداز میں نمایاں ہوگئی تھی"۔

بعدازاں حضورؒ مہدی آباد تشریف لائے جہاں ہمبرگ شہر اور ریجن کے احباب و خواتین حضور کے انتظار میں جمع تھے۔ حضورؒ نے اولاً مشن ہاؤس کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور ضروری ہدایات دیں۔ پھر حضورؒ نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ انہیں اس نئے مشن ہاؤس میں وقار عمل کرنے، نیکیوں نیز تبلیغ میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ بعدازاں حضور مختصر وقت کے لئے خواتین میں تشریف لے گئے جو قریب ہی

ایک خیمہ میں جمع تھیں۔ اس مختصر سی اجتماعی ملاقات کے بعد حضور مع اہل قافلہ ڈنمارک کے لئے روانہ ہوئے۔ رخصت ہونے سے قبل حضور نے سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ (تلخیص اخبار احمدیہ جرمنی ستمبر،اکتوبر 1989ء)

مہدی آباد کے تفصیلی معائنہ کے موقع پر بھی مکرم کولمبس خان صاحب حضور کے ہمراہ رہے اور مہدی آباد کے بارہ میں حضورؒ کے استفسارات کے جواب عرض کرتے رہے۔ اس کی یاد تازہ کرتے ہوئے مکرم کولمبس خان صاحب نے بتایا کہ اس دوران حضور انور ایک ہال کے اوپر والے حصّے میں جہاں بھوسے کا انبار لگا تھا، تشریف لے گئے اور اچانک حضورؒ نے فرمایا کہ آئیں یہاں دعا کرلیں۔ اسی دوران محترم حبیب اللہ طارق صاحب بھی آچکے تھے اور انہوں نے حاضر ہوکر سو مساجد کے لئے حضور انورؒ کی خدمت میں چار ہزار مارک پیش کئے۔موصوف دراصل اپنے لئے ایک مکان نیلامی میں خریدنے گئے ہوئے تھے اور سودے میں غیر متوقع طور پر انہیں یہ رقم بچ گئی تھی جسے انہوں نے اس نیک مقصد کے لئے پیش کر دیا۔حضورؒ نے اُسی وقت متعلقہ کارکن کو اس کی رسید کاٹنے کی ہدایت فرمائی۔ بعدہ اس جگہ کا نام حضورؒ نے ”مہدی آباد“ عطافرمایا۔

وقارِ عمل

مہدی آباد میں وقارِ عمل کی ایک لمبی داستان ہے۔ یہ جگہ دراصل ایک زمیندار کا ڈیرہ تھی جس میں سردیوں کے لئے گائیوں، گھوڑوں، بھیڑوں اور مرغیوں کے علاوہ چارہ محفوظ کرنے کے لئے وسیع پیمانہ پر مسقّف جگہ تھی جسے جانوروں کا باڑہ ہونے کی وجہ سے صاف کرنا جان جوکھوں کا کام تھا۔ ہمبرگ ریجن کے احباب جماعت نے مل کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑے پیمانے پر وقارعمل کے ذریعہ آہستہ آہستہ اس جگہ کو صاف کیا اور اور جماعتی استعمال کے قابل بنادیا۔جس کے نتیجہ میں اس کے ایک حصہ کو جو تین منزلہ عمارت پر مشتمل ہے، رہائشی طور پر اور دوسرے حصہ میں موجود دو بڑے ہالوں کو نمازوں اور اجلاسات کے لئے استعمال کیا جانا ممکن ہوگیا اور اب تک متعدد مقامی اور ریجنل پروگراموں کے لئے استعمال ہوتی رہی ہے ابتداء میں ایک وسیع ہال میں فرش ڈالے جانے کے بعد ہمبرگ جماعت نے نماز عید بھی یہاں ادا کی تھی۔

کیل جماعت کے دو مخلص احباب کی یادگار تصویر

دائیں: مکرم امجد احمد صاحب بٹ (صدر جماعت کیل 1989ء)

بائیں: مکرم محمود احمد بٹ صاحب

ابتداء میں کئی سال تک یہاں مکرم محمد جلال شمس صاحب مربی سلسلہ رہائش پذیر رہے ان کے بعد مکرم محبوب احمد صاحب ولد چوہدری محمد شریف صاحب مع اہل وعیال جون 1995ء میں مہدی آباد میں بطور کرایہ دار اس غرض سے منتقل ہوئے کہ جماعت کی جائیداد کی حفاظت کی جاسکے۔ چنانچہ آپ بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ اگست 2019ء تک طویل عرصہ یہ خدمت سرانجام دیتے رہے، فجزاہم اللہ احسن الجزاء

بقیہ: جماعت احمدیہ مہدی آباد از صفحہ 27

کے ایک نہایت مخلص، محنتی اور باوفا دوست مکرم سلیم طور صاحب گزشتہ چالیس سال سے مہدی آباد جماعت کے جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں علاوہ ازیں موصوف نے ایک لمبا عرصہ ریجن ہمبرگ کے سیکرٹری مال بھی رہے ہیں۔

یہاں واقفین نو کی تعداد 50 ہے جن میں سے 27 واقفین اور 23 واقفات ہیں۔ دو واقفین مکرم ملک منصور احمد صاحب ابن مکرم ملک امتیاز احمد صاحب اور مکرم مشرف احمد صاحب ابن مکرم طارق احمد صاحب جامعہ احمدیہ انگلستان سے تعلیم حاصل کرکے مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کر رہے ہیں۔ (یہ دونوں خاندان جرمنی سے انگلستان منتقل ہوگئے ہیں)۔ تین واقفین نو عزیزم فائز احمد صاحب ولد مکرم ناصر احمد صاحب۔ عزیزم شاہد نواز ولد مکرم محمد نواز صاحب اور مکرم فرحان مسرور ولد مکرم کامران مبشر صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی میں زیرِ تعلیم ہیں۔

مہدی آباد جماعت جو چالیس سال قبل چند افراد کے ذریعہ قائم کی گئی تھی اب ترقی کرتے کرتے تین صد سے زائد افراد پر مشتمل ہے۔جن کا جملہ چندہ جات کا مجموعی بجٹ دو لاکھ یورو سے زائد ہے۔ اسی طرح دیگر تحریکات میں نمایاں قربانی کی توفیق پا کر خلیفہ وقت کی زبان مبارک سے تحریکات کے نئے سال کے اعلانات کے موقع پر اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو نسلاً بعد نسلٍ بیش از پیش قربانیاں کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ضروری اعلان

کورونا وائرس کی وجہ سے موجودہ صورت حال کے پیش نظر شعبہ اشاعت نے فیصلہ کیا ہے کہ چند ماہ تک اخبار احمدیہ جرمنی کی اشاعت صرف ڈیجیٹل ہوگی۔ اس طرح سے یہ رسالہ جماعتی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر دستیاب ہوگا۔ اس لئے جو احباب اس کا مطالعہ مطبوعہ صورت میں کرنا چاہیں، ان سے گزارش ہے کہ وہ انٹرنیٹ پر موجود رسالہ کی فائل کو اپنے طور پر طبع کر سکتے ہیں۔ تاہم جو احباب اس رسالہ کے باقاعدہ خریدار ہیں، انہیں شعبہ کی طرف سے رسالہ مطبوعہ شکل میں بھجوایا جاتا رہے گا، ان شاء اللہ۔ (نیشنل سیکرٹری اشاعت، جرمنی)

تصویر: بشکریہ شعبہ سمعی بصری جرمنی

محمد الیاس منیر

مسجد بیت البصیر
سنگِ بنیاد اور تعمیر

سومساجد منصوبہ کے اعلان کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ جرمنی کو مہدی آباد جیسے وسیع وعریض قطعہ اراضی سے نوازا تھا۔ اس اعتبار سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مہدی آباد کو سومساجد منصوبہ کا پہلا پھل تو قرار دیا تھا تاہم ابھی تک یہاں باقاعدہ مسجد تعمیر نہ ہوسکی تھی اور اب تک یہاں پہلے سے موجود پرانی عمارت کے بعض حصے ہی نمازوں کی ادائیگی اور دیگر جماعتی پروگراموں کے انعقاد کے لئے استعمال ہوتے چلے آرہے تھے۔ یہاں مسجد کی تعمیر کی اجازت کے حصول کے لئے ایک طویل جدوجہد ہوئی جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ عدالت کی طرف سے حتمی فیصلہ کے بعد پورے رقبے (اندرون آبادی) کا ایک Master Plan بناکر پیش کیا گیا تو حکومتی اداروں کی طرف سے بعض شرائط کے ساتھ مسجد کے ساتھ یہاں آٹھ گھروں پر مشتمل ایک مختصر سی رہائشی کالونی تعمیر کرنے کی اجازت بھی ملی۔

تقریب سنگ بنیاد

مذکورہ بالا قانونی مراحل طے ہونے کے بعد مورخہ 14؍جون 2011ء بروز منگل مسجد بیت البصیر کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ اُس روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بیت الرشید ہمبرگ سے روانہ ہوکر ساڑھے سات بجے شام ''مہدی آباد'' ورود فرما ہوئے۔ یہاں مہدی آباد اور ارد گرد کی جماعتوں سے بڑی تعداد میں آئے ہوئے احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور نعرے بلند کرتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ بچوں اور بچیوں نے علیحدہ علیحدہ گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت مہدی آباد مکرم حبیب اللہ طارق صاحب، مبلغ سلسلہ ریجن ہمبرگ مکرم لئیق احمد منیر صاحب اور ریجنل امیر مکرم نور الدین چوہدری صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کرنے کی سعادت اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہاں لگائی گئی ایک مختصر سی نمائش ملاحظہ فرمائی جس میں مہدی آباد میں جماعت کے گزشتہ سالوں میں ہونے والے پروگراموں اور اب نئی منصوبہ بندی اور نئے تعمیراتی منصوبہ کو تصاویر اور نقشوں کی شکل میں مختلف چارٹس پر پیش کیا گیا تھا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

کچھ دیر کے بعد سنگ بنیاد کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طیّب صدیق صاحب نے پیش کی اور بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ پھر جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنے مختصر ایڈریس میں مہدی آباد کا تعارف کروایا اور مزید منصوبہ بندی کے بارہ میں رپورٹ پیش کی نیز بتایا کہ شروع میں اس جگہ کے استعمال میں بہت رکاوٹ رہی۔ 2006ء

اوپر دی گئی تصویر میں: مسجد کی تقریب سنگِ بنیاد سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطاب فرمارہے ہیں جبکہ سٹیج پر 'ناہے' کے میئر جناب Ortwin Peters اور امیر جماعت جرمنی بیٹھے ہیں

مسجد بیت البصیر مہدی آباد کی تقریب سنگِ بنیاد مؤرخہ 14 جون 2011ء کے موقع پر حاضرین

میں مہدی آباد میں مسجد تعمیر کے لئے کارروائی شروع ہوئی تو بھی مسجد کی اجازت پر ایک لمبا عرصہ لگا اور اب بھی بعض شرائط کے ساتھ اجازت ملی ہے۔

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد علاقہ کے میئر جناب Ortwin Peters تقریب سے مخاطب ہوئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔ میئر نے کہا کہ ہم جماعت احمدیہ کی دعوت کو خوشی سے قبول کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم سب کا اچھا تعلق رہے اور ہم مل جل کر امن سے رہیں۔ آپ سب دیکھ بھی رہے ہیں کہ بڑی تعداد میں ہمسائے آج اس پروگرام میں موجود ہیں۔ یہ چیز بتاتی ہے کہ ہم سب کے تعلقات اچھے ہیں اور آپس میں اچھی افہام وتفہیم ہے۔ یہاں مسجد کی منظوری کے کام میں بہت وقت صرف ہوا لیکن اب ایک ایسا حل مل گیا ہے جس پر سب راضی ہیں۔ آخر پر کہا کہ مجھے امید ہے کہ ہم سب کا اٹھنا بیٹھنا اتفاق اور محبت کے ساتھ رہے گا۔

میئر صاحب کے اس ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا جس کا متن حسبِ ذیل ہے:

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

"ایک لمبے عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو یہاں اس جگہ پر مسجد کی بنیاد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے اس علاقہ میں احمدی آبادی بہت کم ہے اور اسی وجہ سے یہ اعتراض رہا کہ کیا ضرورت ہے یہاں مسجد بنانے کی۔ لیکن اب ایک پلاننگ کے تحت کچھ گھر بنانے کی اجازت ملی ہے۔ اگر احمدی آبادی یہاں آجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کی اجازت مل جائے گی۔ یہ اجازت جو ملی ہے یہ بھی مشروط اجازت ہے۔ ابھی اس کی بنیاد رکھنے کی اجازت تو ملی ہے مگر ابھی مسجد کی تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب یہاں احمدی آبادی ہو۔ پس کوشش یہ کرنی چاہئے کہ وہ احمدی جو اس علاقہ میں آسکتے ہوں یہاں آکر رہیں تا کہ اس مسجد کی تعمیر کے اسباب بھی پیدا ہو سکیں اور اس مسجد کو آباد کرنے کے بھی اسباب پیدا ہوں۔ کیونکہ بغیر احمدی آبادی کے تو مسجد بنانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ احمدی آبادی کے یہاں آنے سے ایک تو علاقہ کے لوگوں میں جو کچھ جماعت کے متعلق بہتر اثر رکھتے ہیں اگر اچھے احمدی یہاں آئے تو امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ مزید اچھا اثر قائم ہوگا۔ دوسرے مسجد کی وجہ سے جو لوگوں کے تحفظات ہیں وہ بھی ختم ہوں گے۔ ایک عام تأثر پایا جاتا ہے کہ اسلام شدّت پسند مذہب ہے۔ احمدیوں کو دیکھ کر، احمدی نمونہ کو دیکھ کر، مسجد کو دیکھ کر، مسجد میں آنے والے لوگوں کی عبادت کو دیکھ کر، اس پیغام کو سن کر جو مسجد بننے کی وجہ سے مزید وسعت اختیار کرے گا، امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کا یہاں مزید تعارف بڑھے گا اور تبلیغ کے مزید میدان کھلیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا ہے کہ جہاں اسلام کا پیغام پہنچانا ہو وہاں مسجد بنا دو۔ مسجد بننے کے ساتھ تبلیغ کے راستے مزید کھلتے چلے جائیں گے۔ پس اس سوچ کے ساتھ یہاں کے احمدیوں کو جو اس علاقہ کے اردگرد رہتے ہیں کوشش کرنی چاہئے جو یہاں آباد ہو سکتے ہیں، afford کر سکتے ہیں یہاں آئیں، اس علاقہ کو آباد کریں اور یہاں مسجد بنائیں تا کہ وہ جگہ جو آج سے تقریباً بیس سال سے زائد عرصہ پہلے لی گئی تھی اس کا صحیح مصرف ہو سکے۔ ورنہ جگہ لے کر زمین لینے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے اگر اس کا کوئی استعمال نہ ہو۔ اور یہ کہنا کہ یہ بہت دُور ہے، ہم یہاں جاکر کیا کریں گے؟ بہت سارے ایسے گھرانے ہیں جو دُور دُور کے علاقوں میں رہتے ہیں اور کچھ بھی نہیں کر رہے۔ یہاں تو آبادی ایسی ہے اور ہمبرگ بھی قریب ہے کہ یہاں رہ کر ہمبرگ میں بھی کاروبار کئے جا سکتے ہیں۔ شہر قریب ہے۔ پس اگر تو اس علاقہ میں احمدیت کا پیغام پہنچانا ہے تو قربانی کر کے چند گھروں کو، کچھ لوگوں کو یہاں آنا پڑے گا۔ اللہ کرے کہ ایسے لوگ ہمیں مل جائیں جو اس قربانی کے ساتھ یہاں آئیں، اس علاقہ کو آباد کریں اور یہاں اس چھوٹے سے علاقہ میں احمدیت کا پیغام پھیلے۔ جس طرح یہ تعاون ہے یہاں کے میئر صاحب کا اور یہاں کی آبادی کا۔ یہ تعاون آپ کے نمونے دیکھ کے مزید بڑھے اور ان میں سے ہی سعید روحیں اسلام کی آغوش میں آنے والی بنیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو"، آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 22 جولائی 2011ء صفحہ 23-24)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت البصیر مہدی آباد کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے

اس کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ اُس جگہ پر تشریف لے گئے جہاں سنگ بنیاد رکھے جانے کا پروگرام تھا۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے ساتھ یہاں تعمیر ہونے والی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّظلّہا نے ایک اینٹ رکھی۔ اس کے بعد درج ذیل احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی:

مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

مکرم عبد الماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)

مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)

مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب (ایڈیشنل وکیل المال لندن)

مکرم لئیق احمد منیر صاحب (ریجنل مبلغ ہمبرگ)

مکرم مبارک احمد شاہد صاحب (نمائندہ مجلس انصار اللہ جرمنی)

مکرم حافظ مظفر عمران صاحب (صدر خدام الاحمدیہ جرمنی)

مکرمہ امۃ الحئی احمد صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی)

مکرم فرزان احمد خان صاحب (نیشنل سیکرٹری جائیداد)

مکرم حبیب اللہ طارق صاحب (صدر جماعت مہدی آباد)

مکرم سلیم طور صاحب (جنرل سیکرٹری مہدی آباد)

مکرم محمد نواز صاحب (سیکرٹری جائیداد مہدی آباد)

مکرم محمد کولمبس خان صاحب (زعیم انصار اللہ مہدی آباد)

مکرم ادریس احمد صاحب (قائد مجلس خدام الاحمدیہ مہدی آباد)

مکرمہ شاہدہ تبسم صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ مہدی آباد)

آخر پر ایک واقف نو عزیزم فائز احمد حال متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی اور واقفہ نو عزیزہ ثمین احمد نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ مہدی آباد کا دوسرا قطعہ زمین جو قریب ہی کچھ فاصلہ پر بیرون آبادی واقع ہے، دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ اس وقت زرعی زمین ہے۔ حضور انور ایدّہ اللہ کے دریافت فرمانے پر صدر صاحب مہدی آباد نے اس قطعہ کی حد بندی کے بارہ میں بتایا۔ اس معائنہ کے بعد حضور انور واپس مہدی آباد کے جماعتی سینٹر میں تشریف لے آئے۔

احبابِ جماعت کے ساتھ اجتماعی کھانا

جماعت مہدی آباد نے شام کے کھانے کا انتظام بار بی کیو کی صورت میں کھلے احاطہ میں کیا تھا۔ جماعت مہدی آباد اور اردگرد کی جماعتوں سے آنے والے تمام احباب نے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں کھانا کھانے کی سعادت پائی۔ کھانے کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بہت دیر تک احباب میں رونق افروز رہے اور مختلف احباب سے گفتگو فرمائی۔ بچے باری باری حضور انور

عزیزم فائز احمد، واقفِ نو

عزیزہ ثمین احمد، واقفہ نو

مسجد کے سنگِ بنیاد کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت مہدی آباد کے درمیان

کے پاس آتے اور شرف مصافحہ حاصل کرتے رہے۔ ایک بچے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصیدہ ''یا عین فیض اللّٰہ والعرفانٖ'' کے چند اشعار بھی سنائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں صدر صاحب جماعت مہدی آباد نے درخواست کی کہ بعض احباب نے نظمیں کہی ہیں اور وہ یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اجازت عطا فرمائی۔ جس پر سب سے پہلے سابق مربی سلسلہ مکرم طارق محمود صاحب (مرحوم) نے حضور انور کی مہدی آباد میں مبارک آمد پر ایک استقبالیہ دعائیہ نظم پیش کی۔ جس کے بعد مکرم ناصر راجپوت صاحب (شٹاڈے) اور مکرم عبدالجلیل عباد صاحب (ہمبرگ) نے شہدائے لاہور کے حوالہ سے نظمیں پیش کیں۔ اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے خواتین کے حصہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین ایک مرتبہ پھر اپنے پیارے آقا کے شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ بعد ازاں مقامی احباب جماعت نے حضور انور کے ساتھ اجتماعی گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ان خدام کے پاس بھی تشریف لے گئے جنہوں نے ضیافت کے انتظامات کئے تھے اور ازراہ شفقت ان سب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ ان خدام نے بھی اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ نو بج کر پچپن منٹ پر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے مہدی آباد میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد سوا دس بجے مہدی آباد سے واپس بیت الرشید ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے سنگِ بنیاد کے موقع پر شعبہ ضیافت مہدی آباد کے کارکنان کے درمیان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ کہنا کہ فلاں شہر میں مسجد اتنی دور ہے، شہر سے دور بنی ہوئی ہے، اس لئے آبادی مشکل ہے۔ یہ سب نفس کے بہانے ہیں۔ اگر ارادہ ہو اور نیت نیک ہو تو آج یہاں ہر ایک کو اس ملک میں اور مغربی ممالک میں سواری میسر ہے جس پر آسانی سے مسجد میں جا سکتے ہیں۔ بہانے تلاش کرنے ہیں تو سو بہانے مل جاتے ہیں۔ مثلاً ایک لکھنے والے نے مجھے لکھا کہ جرمنی میں ہماری جو مسجدیں بن رہی ہیں وہ آبادی سے باہر بن رہی ہیں، کمرشل ایریا یا انڈسٹریل ایریا ہے وہاں بن رہی ہیں۔ کیا جماعت جرمنی، یا جو بھی مسجدیں بنانے والی کمیٹی ہے، وہ وہاں کے رہنے والے جرمنوں کے لئے مسجدیں بنا رہی ہے یا احمدیوں کے لئے بنا رہی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اللہ سے امید رکھنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے۔ جو پہلے بھی میں نے بتائی ہے کہ {رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا} کہ اے اللہ اس قربانی کو قبول فرما۔ {اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ (البقرۃ:128)}۔ تو دعاؤں کو سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ ہماری نیت یہ ہے کہ مسجدیں بنانے سے ہماری عبادتوں میں بھی باقاعدگی پیدا ہو اور یہ مسجد یہاں تیرے مسیح کی خواہش کے مطابق احمدیت کی تبلیغ کا ذریعہ بھی بنے۔ اس کے لئے ہماری دعاؤں کو سنتے ہوئے، ہماری قربانی کو قبول کرتے ہوئے اس مسجد کے اردگرد ہمیں اس قوم میں سے بھی نمازی عطا فرما دے، تو اللہ تعالیٰ یقیناً ایسی دعاؤں کو سنتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ مسجدیں تعمیر ہوں اور پھر اس کو آباد رکھنے کی بھی پوری کوشش ہو۔ آپ لوگ نیک نیتی سے مسجدیں بناتے چلے جائیں گے تو آبادیاں خود بخود وہاں پہنچ جائیں گی''۔

(الفضل انٹرنیشنل 7 جولائی 2006ء)

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

افتتاح مسجد بیت البصیر

مہدی آباد Nahe

مسجد بیت البصیر مہدی آباد (Nahe) کی تعمیر مکمل ہونے پر اس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مؤرخہ 25 اکتوبر 2019ء بروز جمعۃ المبارک فرمایا۔ یہ اِس ریجن کی تیسری مسجد ہے جس کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے ہوا۔ اس سے قبل مسجد حبیب کیل KIEL اور مسجد بیت العافیت لیوبک LÜBECK کا افتتاح حضور انور فرما چکے ہیں۔ اس ریجن میں چوتھی مسجد HUSUM میں زیرِ تعمیر ہے جس کا خرچ ایک دوست مکرم طارق محمود صاحب (نیشنل سیکرٹری مال جرمنی) اکیلے ادا کرنے کی توفیق پا رہے ہیں، الحمدللہ۔

مسجد بیت البصیر مہدی آباد کے افتتاح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ 23 اکتوبر 2019ء کی شام برلن سے مہدی آباد ورود فرما ہوئے اور دو روز بعد 25/ اکتوبر 2019ء بروز جمعۃ المبارک کو نماز جمعہ کی ادائیگی سے قبل مقامی وقت کے مطابق دو بجے مسجد کی بیرونی دیوار پر نصب یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمانے کے بعد دعا کے ساتھ افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور مسجد کے قریب نصب مارکی میں تشریف لے گئے اور مسجدوں کے حقوق، قیامِ نماز باجماعت اور قبولیتِ دعا کے فلسفے کے بیان پر بصیرت افروز خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ کے اِختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہدی آباد اور نو تعمیر شدہ مسجد کے کوائف بھی بیان فرمائے۔

اگلے روز مؤرخہ 26 اکتوبر 2019ء کو مسجد بیت البصیر مہدی آباد کے افتتاح کی خوشی میں ایک تقریب کا اہتمام مہدی آباد کے احاطہ میں لگائی گئی اُسی مارکی میں کیا گیا جس میں نماز جمعہ ادا کی گئی تھی۔ اس کے لئے مقامی لوگوں کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا چنانچہ اس گاؤں کے علاوہ ارد گرد کی آبادیوں سے دو صد سے زائد مہمانوں نے اس تقریب میں شرکت کی اور نہایت دلچسپی کے ساتھ تقاریر سنیں۔ اس تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ پونے پانچ بجے رونق افروز ہوئے تو پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طیب صدیق صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم دانیال ودود صاحب نے اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اِستقبالیہ ایڈریس پیش کرتے ہوئے مقامی جماعت کے ساتھ ساتھ بستی 'ناہے' کا بھی تعارف کرایا۔ جماعتی خدمات کا تذکرہ کیا اور حاضرین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت البصیر کی افتتاحی تختی کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے

کو بتایا کہ ہماری جماعت ایک پُرامن جماعت ہے نیز مسجد کے کوائف پیش کئے۔

بعد ازاں مہدی آباد کے پرانے ہمسائے جناب Gustav Lünenborg صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔موصوف ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل ہیں اور ان کا تفصیلی ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے حضورانور ایدّہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہا:

30سال قبل جب جماعت نے یہ والا پلاٹ خریدا تو میں اپنی فیملی کے ساتھ اس کی ہمسائیگی میں رہتا تھا۔ہمیں اس وقت کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ احمدی مسلمان کون ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کا نعرہ کہ ’محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں‘ کے بارہ میں سنا تو وہ ہمیں آپ لوگوں کی ایک چال معلوم ہورہی تھی تا کہ لوگ یہ سن کر گمراہ ہو جائیں لیکن آج ہم سب ادھر جمع ہوئے ہیں تا کہ اس مسجد کا افتتاح ہو سکے۔ یہ جو ایک بہت ہی لمبا عرصہ گزرا ہے اس میں بہت سے تعصّبات دور کرنے پڑے اور نفرت پھیلانے والے مختلف لوگوں کے غلط پروپیگنڈا کو دور کرنا پڑا۔اب تو احمدیوں کی جو پاکستان سے ہجرت کرکے ادھر آئے تھے اگلی نسلیں اس جگہ پیدا ہوئی ہیں، یہاں ہی انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے، یہیں کام کرتے ہیں اور وہ جرمن معاشرے کا حصہ بن چکے ہیں۔

موصوف نے مزید کہا کہ ہم سب جرمن آئین کی تائید کرتے اور آئین کی اقدار کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ان اقدار میں سے ایک یہ ہے کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرے اور اسے دیگر آزادیاں میسر ہوں۔ اسی طرح مرد اور عورت کا مقام برابر ہونا چاہیے۔

موصوف نے کہا کہ ہمارا رابطہ جماعت کے ساتھ ہمیشہ اچھا رہا اور ہم نے ہمیشہ جماعت کے حق میں بات کی۔ integration تو ایک مستقل کام ہے جو ہمیشہ جاری رکھنا چاہیے۔ہمیں احمدیوں کے ساتھ رہ کر بہت سی باتیں معلوم ہوئیں اور سیکھنے کو ملیں۔ہمیں یہ پتہ چلا کہ یہ نعرہ ’محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں‘ صرف لفّاظی نہیں بلکہ احمدیوں کا عمل بھی اس کے مطابق ہی ہے۔ ہمیں اس بات کا فخر بھی ہے کہ عیسائی ہوتے ہوئے ہم نے اپنے ہمسایوں کی مشکل وقت میں مدد کی۔ آج کے دن ہم مبارک باد بھی پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہے ہیں اور شکریہ بھی ادا کرتے ہیں کہ ایک اتنی خوبصورت مسجد ہمارے پاس بنی ہے۔آج کا دن میرے اور میری بیگم کے لیے ایک نہایت ہی اہم دن ہے کیونکہ پہلے دن سے ہم اس عمل میں شامل ہیں۔

اس کے بعد evangelical lutheran چرچ کی پادری محترمہ Susanne Hahn صاحبہ نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔موصوفہ نے سب سے پہلے حضورانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دیگر حاضرین کو سلام اور مسجد کے افتتاح کی مبارک باد پیش کی۔

موصوفہ نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ مجھے یہاں 5سال سے بطور پادری کام کرنے کا موقع مل رہا ہے اور ہر سال ہم احمدیہ مسلم جماعت کے پاس اپنے نوجوانوں کے ساتھ آتے ہیں۔ یہ ایک موقع ہوتا ہے تا کہ اپنے مذہب سے ہٹ کر دوسروں کے بارہ میں بھی علم ہو۔ ہمیشہ آپ لوگ ہم سب سے بہت ہی پیار سے ملتے اور ہمارا استقبال کرتے ہیں۔ نوجوانوں کو آپ لوگ موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنے سارے سوال آپ لوگوں سے کرلیں۔ نوجوانوں کو اپنی عبادت کا طریق دکھاتے ہیں جو انہیں متاثر بھی کرتا ہے۔

اُنہوں نے مزید کہا کہ میں جانتی ہوں مسجد کے افتتاح تک ایک لمبی جدوجہد ہوئی ہے۔ آج کے زمانہ میں خدا کا گھر اور عبادت گاہ بنانا بہت اچھا نشان ہے۔ خداتعالیٰ کا ایسا گھر جس میں تمام لوگ اکٹھے ہوسکیں اور آپس میں بات چیت بھی کرسکیں اور عبادت کے لیے بھی جگہ ہو۔ ہم سب خدا پر ایمان لاتے ہیں جس نے ہمیں زندگی عطا کی، جو ہماری حفاظت کرتا ہے۔ بے شک مختلف رنگ میں ہم اس کا اظہار کرتے ہیں لیکن پھر بھی مل کر ہم اس بات کی اشاعت کرتے ہیں اور یہ بات آج کے زمانہ میں نہایت ہی ضروری ہے۔یہ بھی ضروری ہے کہ ہم تمام نفرتوں کے خلاف اپنی آواز اٹھائیں، ایک دوسرے کی عزت کریں اور یہ بات ہمیشہ مدِنظر رکھیں کہ ہم خداتعالیٰ کے ہی بندے ہیں اور وہی ہمارا خالق ہے۔

آخر پر موصوفہ نے دعا دی کہ اللہ کرے یہ مسجد سب کے لیے بابرکت ہو، آمین۔

اس کے بعد قریبی بڑے شہر Norderstedt کی لارڈ میئر محترمہ Elke Christina Röder صاحبہ نے ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے حضورانور ایدّہ اللہ تعالیٰ اور دیگر حاضرین کو سلام پیش

مسجد بیت البصیر مہدی آباد کا بیرونی منظر

کر کے اس پروگرام کی دعوت کا شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح شہر Norderstedt کی طرف سے سلام پہنچایا اور مسجد کے افتتاح پر مبارک باد پیش کی۔

موصوفہ نے کہا کہ بہت عرصہ سے آپ کی کوشش تھی کہ اس جگہ مسجد بنے۔ یقیناً Norderstedt کے شہری بھی اس کوشش میں شامل تھے اور ہم سب اس دن کے منتظر تھے۔ جرمن زبان میں ایک محاورہ ہے کہ جو چیز بننے میں زیادہ دیر لے وہ یقیناً اچھی بنتی ہے۔ تو میری خواہش ہے کہ یہ مسجد اب احمدیہ مسلم جماعت کے لیے بہت اچھا ثابت ہو، خدا کا خوف اور روحانی ماحول پیدا کرنے والی ہو اور اس سے ہمیشہ امن پھیلتا چلا جائے، آمین۔

موصوفہ نے کہا کہ ایک طویل عرصہ سے آپ لوگ ہمارے معاشرہ میں شامل ہو کر اس کا حصہ بنے ہوئے ہیں اور اسے فائدہ بھی پہنچا رہے ہیں۔ آج کل کے زمانہ میں کچھ ایسے سیاستدان اور شدت پسند مذہبی لیڈر ملتے ہیں جو اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ فساد پیدا کریں اور معاشرہ میں اتحاد کو توڑا جائے اور نفرت پھیلائی جائے۔ میں واضح کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ ہر مذہب اور ہر ثقافت کے لوگ یہاں امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ پیار، محبت اور ایک دوسرے کا احترام قیامِ امن کے لئے بنیادی باتیں ہیں۔ ہم سب کی خواہش ہے کہ ہم سب مل جل کر رہنے والے ہوں۔ شکریہ۔

اس کے بعد صوبائی اسمبلی کے ممبر جناب Tobias von der Heide صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر حاضرین کو سلام پیش کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں Kiel (مہدی آباد سے 75 کلومیٹر دور) سے اس پروگرام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے اس بات کی بہت ہی خوشی ہو رہی ہے کہ صرف احمدیہ مسلم جماعت کے ممبران ہی اس تقریب میں شامل نہیں ہو رہے بلکہ بہت سے لوکل اسمبلی کے سیاستدان اور ہمسائے بھی اس میں شامل ہیں۔

موصوف نے کہا کہ احمدیہ مسلم جماعت صوبہ Schleswig-Holstein کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ان کے امن قائم کرنے کا مشن ہمارے نظریہ سے بہت قریب ہے۔ اس میں سب سے اہم پہلو رحمانیت کی صفت ہے۔ پھر وہ انصاف جو آپ کی تعلیم کا حصہ ہے، مرد اور عورت کے حقوق میں برابری، مذہب اور حکومت کا الگ الگ ہونا اور ہر قسم کے ظلم سے اجتناب، یہ سب ایسی قدریں ہیں جو ہم سب میں پائی جانی چاہئیں۔ اس ضمن میں ایک اہم بات یہ ہے کہ آپ لوگ یہ باتیں مخفی نہیں رکھتے بلکہ سب انسانوں سے پیار اور محبت سے پیش آتے ہیں۔ ہمارے سوالات حل کرنے اور ہماری مہمان نوازی کرنے کے حوالہ سے یہ بات ہم آج اس تقریب میں بھی دیکھ رہے ہیں۔ آپ لوگ ہمیشہ اپنے پروگراموں میں ہمیں دعوت دیتے ہیں اور posters کے ذریعہ اپنا پیغام دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ اس طرح سے آپ لوگ ہمارے معاشرہ کا حصہ بن چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ لوگوں کو Körperschaft des öffentlichen Rechts (KdöR) کا درجہ ملا ہوا ہے اور یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اِس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ لوگ ہمارے آئین کے مطابق رہتے ہیں۔ میرے نزدیک آپ ایک مثالی جماعت ہیں کہ کس طرح اسلام جرمنی کا حصہ بن سکتا ہے بلکہ بن چکا ہے۔ آخر پر Christchurch اور Halle میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کا ذکر کر کے انہوں نے کہا کہ ہم سب کو مل کر ایسی دشمنیوں کے خلاف آواز اٹھانی ہوگی اور ملک میں جو مذہبی آزادی ہے اس کا دفاع کرنا ہوگا۔ آخر پر موصوف نے

مسجد بیت البصیر کی افتتاحی تقریب کے حاضرین سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطاب فرما رہے ہیں

خواہش ظاہر کی کہ یہ مسجد ایک امن کی جگہ بنے جس میں سب اکٹھے ہوسکیں۔

اِس ایڈریس کے بعد نیشنل اسمبلی کے ممبر جناب Gero Storjohann صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔انہوں نے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ اور دیگر حاضرین کو خوش آمدید کہنے کے بعد پرانے وقت کو یوں یاد کیا:

30 سال اس مسجد کے بننے میں لگے ہیں، وہ یقیناً آسان وقت نہ تھا۔لیکن جماعت نے اس بارہ میں بہت اچھا کام کیا اور لوگوں پر واضح ہوگیا کہ آپ کی جماعت امن پسند ہے اور یہ تاخیر تو دوسرے کاموں میں بھی ہوجاتی ہے خواہ ایک ایئر پورٹ بنایا جائے، کوئی نئی سڑک بنائی جائے یا سائیکل کا رستہ ہی بنانا ہو۔ ایک وجہ اتنی دیر لگنے کی یہ بھی تھی کہ آپ لوگ صرف اپنی جماعت کے ممبران سے عطیہ وصول کرتے تھے اور آپ لوگوں نے کسی قسم کا کوئی credit نہیں لیا۔موصوف نے کہا کہ مسجد کے افتتاح پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کی تعمیر واضح کرتی ہے کہ اگر کوئی ایک گھر بنا رہا ہے تو وہ یقیناً ادھر رہنا بھی چاہتا ہے۔اس سے integration ہوتی ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ کی جماعت نے پہلے دن سے شفافیت سے کام لیا۔ آخر پر موصوف نے دوبارہ مبارک باد پیش کی اور دعا کی کہ اس مسجد کا بننا آپ لوگوں کے لیے بابرکت ہو، آمین۔

حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

جملہ مہمانانِ خصوصی کی تقاریر کے بعد پونے چھ بجے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانان سے خطاب فرمایا جس کے اہم نکات ایڈیشنل وکیل التبشیر محترم عبدالماجد طاہر صاحب کی رپورٹ سے ہدیۂ قارئین ہیں۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ سب کو سلامتی اور امن سے رکھے۔

سب سے پہلے تو میں آپ سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے اس مسجد کے افتتاح کے فنکشن میں تشریف لائے۔ مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ اس چھوٹی سی جگہ پر اتنے لوگ جو جماعت احمدیہ کے ممبر نہیں ہیں اور غیر مسلم بھی ہیں وہ آسکیں گے۔لیکن آپ کا یہاں آنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ آپ لوگ کھلے اور روشن دماغ کے لوگ ہیں۔ دوسرا مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ کا یہاں آنا کسی تعارف کی وجہ سے ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبران اس علاقہ میں کھلے دل کے ساتھ آپ لوگوں کے ساتھ میل جول بھی رکھتے ہیں اور آپ لوگ بھی ان کو قبول کرتے ہیں اور یہ جو اچھے باہمی تعلقات ہیں اس کی وجہ سے آپ ہماری اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر تشریف لائے جو ہمارے لیے تو خوشی کا باعث ہے ہی، لیکن ہماری خوشی میں شامل ہونے کے لیے آپ کا یہاں آنا اس خوشی کو اور بھی بڑھاتا ہے کہ احمدی مسلمان حقیقت میں اپنے ہمسایوں کا بھی خیال رکھ رہے ہیں اور ہمسایوں سے بھی تعلقات پیدا کر رہے ہیں۔ اس شکریہ کے بعد میں چند باتیں کہوں گا۔

امیر صاحب نے بتایا کہ یہ چھوٹا سا گاؤں ہے اور اس چھوٹی آبادی میں یہ ہماری پہلی مسجد بن رہی ہے۔ چھوٹا گاؤں ہونا، یا بڑا شہر ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اصل چیز تو وہاں کے لوگوں کا اخلاق اور ان کا آپس میں میل جول رکھنا ہے اور اس بات کو سمجھنا ہے۔ بلکہ چھوٹی جگہ پر سادگی اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ چھوٹے شہروں میں رہنے والے، قصبوں میں رہنے والے یا گاؤں میں رہنے والے بہ نسبت شہر کے لوگوں کے زیادہ سادہ ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت اچھی چیز ہے۔ اسی لیے بہت سارے لوگ جو شہر میں رہنے والے ہیں پسند کرتے ہیں کہ باہر جاکر اپنے گھر بنائیں اور رہیں۔ میں یوکے میں رہتا ہوں، وہاں تو یہ بڑا رواج ہے کہ جو لوگ afford کر سکتے ہیں وہ باہر جاکر کھلی فضا میں اپنا گھر بناتے ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ کہ ایک سادگی کا ماحول ہے، دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کھلی فضا ہے اور ہر قسم کی pollution سے پاک فضا ہے، تازہ ہوا میسر ہے۔ اس

لحاظ سے میں سمجھتا ہوں یہ جگہ ہمارے لیے، گو چھوٹی ہے، لیکن یہاں کے رہنے والے جس طرح کھلی فضا میں رہ کر اپنے آپ کو ہردم ہوا سے تازہ رکھتے ہیں اسی طرح مجھے یہ بھی امید ہے کہ یہ لوگ سادگی کی وجہ سے اپنے اخلاص کو بھی تازہ رکھنے والے ہوں گے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے سے جو تعلق ہے اس کو بھی ہمیشہ تازہ رکھنے والے ہوں گے۔

انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ تاریخی جگہ ہے۔ تاریخ بڑی اہمیت رکھتی ہے اور قوموں کو اپنی تاریخ کی حفاظت کرنی چاہیے اور تاریخ ہی ہے جو بہت ساری ایسی باتیں جو دنیا کی نظر سے اوجھل ہوجاتی ہیں ان کو سامنے لاتی ہے۔ اسلام کے بارہ میں بہت کچھ کہا جاتا ہے، بہت تحفظات ہیں۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کو دیکھیں تو یہ جو تحفظات ہیں کہ مسلمان شاید extremists ہیں، شدت پسند ہیں، تاریخ اس کو جھٹلاتی ہے اور جب ہم اسلام کا ابتدائی زمانہ دیکھتے ہیں تو بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے 13 سال مکہ میں مخالفت کا سامنا کیا، دشمنوں نے آپ کو تکلیفیں پہنچائیں، ٹارچر کیا، اسلام لانے والے قتل کیے گئے اور پھر آخر وہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے جہاں ایک چھوٹی اسلامی مملکت قائم ہوگئی۔ اور جو مملکت قائم ہوئی اس میں سب مسلمان نہیں تھے، وہاں یہودیوں کی بھی اکثریت تھی۔ ان کے ساتھ معاہدے ہوئے اور پھر اس معاہدے کے تحت ہر ایک کی جو شریعت تھی اس کا قانون ان کا مسائل حل کرنے کے لیے لاگو کیا گیا اور جو مشترکہ باتیں تھیں اس کے لیے ایک قانون نافذ کیا گیا۔ اس کی پابندی ہر ایک فریق کرتا تھا۔

پھر اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں میں شدت پسندی ہے اور انہوں نے جنگیں اس لیے لڑیں کہ وہ اپنا مذہب پھیلائیں۔ گوکہ اس بارے میں مَیں پہلے بھی مختلف موقعوں پر بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔ شاید جو جماعت سے واقف ہیں انہوں نے پڑھا بھی ہو۔ لیکن یہاں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو اس تاریخ کا علم نہیں ہوگا۔ مختصر بتادوں کہ ہجرت کر کے مدینہ آنے کے بعد، اتنے ظلم سہنے کے بعد، جب آرام سے، امن سے ان لوگوں نے مقامی لوگوں سے جن میں مختلف مذاہب کے لوگ بھی تھے اور مختلف قبائل تھے ان کے ساتھ رہنا شروع کر دیا تو تب بھی مکہ کے لوگوں نے ان کو امن سے نہیں رہنے دیا اور مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اور اس حملے کا جنگ سے جواب دینے کا جو پہلا حکم قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے نازل فرمایا وہ یہ تھا کہ یہ لوگ جو حملہ کرنے والے ہیں یہ مذہب کے مخالف ہیں اور اگر ان کا جواب اب سختی سے نہ دیا گیا تو پھر نہ کوئی synagogue باقی رہے گا، نہ چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی راہب خانہ باقی رہے گا، نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ اور اس آیت میں بھی اگر اس کا sequence دیکھیں تو مسجد کا نام پہلے نہیں آیا، مسجد تو سب سے آخر میں ہے۔ پس جواب دینا اس لیے ضروری ہے کہ مذہب کی حفاظت کرنی ہے اور یہ لوگ مذہب کے خلاف ہیں۔ اس کے بعد اگر کسی بھی حملہ کا، کسی بھی جنگ کا صحیح تجزیہ کیا جائے، انصاف سے تجزیہ کیا جائے تو یہی پتہ لگے گا کہ مسلمانوں پر جنگ ٹھونسی گئی، ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی، ان پر حملہ کیا گیا اور پھر اس کے جواب میں مسلمانوں نے بھی جنگیں لڑیں۔ بہرحال یہ تاریخ بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور مختصر سے وقت میں مَیں نے اسلام کی تاریخ بھی بتادی ہے کہ اگر مغربی ممالک میں رہنے والوں کے دلوں میں مسلمانوں کے بارہ میں بعض تحفظات ہیں تو دور ہوجائیں۔

بعض مسلمانوں کی حرکتیں بھی ایسی ہیں لیکن اب تو جیسا کہ بعض مقررین نے ذکر بھی کیا کہ بعض جگہ غیرمسلم بھی حملے کر رہے ہیں تو یہ مسلمانوں کی تعلیم نہیں ہے کہ شدت پسندی دکھائی ہے بلکہ یہ ان لوگوں کے اپنے ذاتی عمل ہیں اور اسلامی تعلیم کے مخالف ہیں۔ بہرحال اس مختصر سے وقت میں بتادوں کہ اگر مسلمانوں کی طرف سے کچھ بھی شدت پسندی ہو رہی ہے تو وہ ان کے ذاتی عمل ہیں۔ نہ اسلام کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ یہ جائز ہے اور نہ اسلام کی تعلیم ہمیں یہ بتاتی ہے کہ یہ جائز ہے۔

دوسرے مقرر جو یہاں تشریف لائے جو آرمی کے افسر تھے انہوں نے بڑی اچھی بات کی کہ ان کے دل میں اور ان کے خاندان میں ایک خوف تھا جو تیس سال پہلے پیدا ہوا جب احمدی یہاں آئے اور جب love for all, hatred for none کا بینر لگایا تو وہ یہی سمجھے کہ یہ دکھاوے کا بینر ہے۔ تیس سال پہلے اُس زمانہ میں وہ حالات نہیں تھے جو آج ہیں۔ لیکن پھر بھی مسلمانوں کا ایک خوف تھا۔ وہ اس خوف کا اظہار تو نہ کر سکے لیکن دل میں ان کو احساس ہوتا رہا۔ لیکن احمدیوں کے ساتھ رہ کر تیس سال کے لمبے عرصہ نے ان کے اس خوف کو دور کر دیا اور اس لیے کہ احمدیوں نے یہاں آ کر کوشش کی کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا اظہار کر سکیں۔

اسلام ہمسائے کے حق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور احمدیوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمسائے کے حق کس طرح ادا کرنے ہیں اور اس بات

مسجد بیت البصیر کے مختصر کوائف

- سنگِ بنیاد: 14جون 2011ء
- مسقّف حصہ: 385 مربع میٹر
- عمارت: سہ منزلہ (مردانہ و زنانہ ہال اور بچوں کے لئے کمرہ)
- نمازیوں کی گنجائش: 250-210
- تعمیر کا آغاز: 2017ء
- آرکیٹکٹ: مکرم وقاص بن ساجد صاحب
- نگران تعمیر: مکرم سعید گیسلر صاحب
- تعمیراتی کمپنی: Firma Niko Bau, Firma Anas Bajwa
- مجموعی خرچ: 5لاکھ 60 ہزار یورو
- سنگِ بنیاد و افتتاح:

بدست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

- ایڈریس:

Wackendorfer Str.11, 23866 Nahe

نے ان کے شکوک و شبہات بھی دور کر دیے۔ ہمسائے کے حق کی بات ہے تو یہاں وضاحت کر دوں کہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے ہمسایہ کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ لوگ جو تمہارے گھروں کے ساتھ رہتے ہیں وہ ہمسائے ہیں، وہ لوگ جو تمہارے ساتھ کام کرنے والے ہیں وہ تمہارے ہمسائے ہیں، وہ لوگ جو تمہارے ساتھ سفر کرنے والے ہیں تمہارے ہمسائے ہیں اور اس طرح ایک لمبی فہرست ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تمہارے لیے ان کی عزت و احترام کرنا ضروری ہے اور پھر بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمسایہ کا حق ادا کرنے کی مجھے اس قدر تلقین فرمائی ہے کہ مجھے احساس ہوا کہ شاید ہمسایہ کو بھی جائز ورثاء میں شامل کرلیا جائے گا۔ جس میں شاید اُس کا جائیداد کا حصہ بھی ہوجائے۔ پس اس حد تک اسلامی تعلیم ہمسایہ کو اہمیت دیتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا عمل اور ہر سچے مسلمان کا عمل اس پر گواہ ہے کہ وہ ہمسایہ کی عزت کرتے ہیں۔

پھر values کی بات ہوئی۔ مختلف قسم کے لوگ ہیں، کلچرز ہیں ان کی اپنی values ہیں۔ ویلیوز تو ہر ایک کی ہوتی ہیں، اچھی بھی ہیں اور قائم رہنی چاہئیں۔ اصل چیز اخلاقی ویلیوز ہیں اور اعلیٰ اخلاق ہیں جو ہر ایک کی مشترک ہوتی ہیں۔ اس لیے اگر آپ اعلیٰ اخلاق کو قائم رکھیں گے، اعلیٰ اخلاق کی values کو قائم رکھیں گے، اعلیٰ اخلاقی قدریں قائم رہیں گی تو پھر ہر ایک ان روایات کی قدر کرتا رہے گا۔ ہر ایک کا اپنا کلچر ہے، یا روایات ہیں اور مذہب ہے اس کے مطابق پھر ان کی عزت اور احترام بھی رہے گا۔ اگر انسانی قدریں قائم رہیں، اخلاقی قدریں قائم رہیں تو پھر کسی قسم کا، کبھی بھی کوئی conflict پیدا نہیں ہوسکتا۔ کسی قسم کا آپس میں کوئی تصادم نہیں ہوسکتا۔ پس ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے اور اس بات کی ہم احمدی مسلمان کوشش بھی کرتے ہیں، اور ہر اچھا انسان کوشش کرتا ہے کہ اخلاقی قدروں کی حفاظت کرے۔ چاہے مختلف کلچرز بھی ہوں، مختلف قسم کے لوگ بھی ہوں لیکن ہر ایک میں اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں اور بری باتیں بھی ہوتی ہیں، بلکہ بعض ایسی اعلیٰ باتیں ہیں جس کو دوسروں کو بھی اپنانا چاہیے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ ہر اچھی بات جو تمہیں کہیں سے بھی ملے، ضروری نہیں کہ مسلمان سے ملے، کہیں سے بھی ملے، کسی بھی مذہب سے مل سکتی ہے، کسی بھی انسان سے مل سکتی ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب پر یقین نہ رکھتا ہو تو سمجھو کہ وہ تمہاری کھوئی ہوئی وراثت ہے، اس کو حاصل کرو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ پس اچھی values ہر ایک میں پائی جاتی ہیں اور ہر اچھے انسان کو ان کی قدر کرنی چاہیے۔ اور نہ صرف قدر کرنی چاہیے بلکہ اپنانا بھی چاہیے۔

پھر عورت کے حقوق ہیں، اس کے بارہ میں بھی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ اسلام نے عورت کو تعلیم کا حق دیا ہے۔ پھر قرآن کریم میں یہاں تک لکھا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرے۔ پھر عورت کو وراثت کا بھی حق دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یعنی ماں اور عورت وہ ہستی ہے جو نیک تربیت کرکے اپنی اولاد کو جنت میں لے جانے والی ہوتی ہے اور ماحول کو جنت بنانے والی ہوتی ہے، اس معاشرے کو جنت بنانے والی ہوتی ہے، اس شہر کو، ملک کو جہاں وہ رہتی ہے جنت بنانے والی ہوتی ہے۔ پس اسلام عورت کی جو عزت اور احترام کرتا ہے، اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے وہ یہ ہے کہ عورت ہی ہے جو قوموں کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایک نیک عورت، اچھے اخلاق کی عورت، پڑھی لکھی عورت ہی اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرسکتی ہے کہ وہ ملک و قوم کے خادم بن سکیں۔ پس اس لحاظ سے اسلام عورت کو بھی ایک مقام دیتا ہے۔

پھر چرچ کی نمائندہ تشریف لائی تھیں۔ انہوں نے مذہبی رواداری کی باتیں کیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ مذہبی رواداری ضرور ہونی چاہیے۔ پہلے بھی میں ذکر کرچکا ہوں کہ ہمیشہ ایک دوسرے کے خیالات، مذہب کا بلکہ جو روایات ہیں ان کا بھی پاس کرنا چاہیے، ان کا احترام کرنا چاہیے۔ اور تبھی مذہبی رواداری بھی رہتی ہے۔ قرآن کریم کی جو پہلی سورت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی لکھا ہے کہ اللہ ربّ العالمین ہے۔ وہ عیسائیوں کا بھی رب ہے، وہ مسلمانوں کا بھی رب ہے، وہ یہودیوں کا بھی رب ہے، وہ ہندوؤں کا بھی رب ہے اور ہر مذہب کا رب ہے بلکہ جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتے ان کا بھی رب ہے، ان کو پالنے والا ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ پالنے والا ہے، ہر ایک کو دینے والا ہے، اس لیے دنیا کی جن چیزوں سے بھی ہم فائدے اٹھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے ہی مہیا ہوتی ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پال رہا ہے۔ اس نے جب یہ کہہ دیا کہ ربّ العالمین ہے تو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ رحمٰن بھی ہے، رحیم بھی ہے۔ وہ بغیر مانگے دیتا ہے، انسانوں پر رحم کرتا ہے اور جو مانگنے والے ہیں ان کو اس سے بڑھ کر دیتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ، چاہے کوئی اس کی عبادت کر رہا ہے یا نہیں کر رہا، چاہے اس سے کوئی مانگتا ہے یا نہیں مانگتا، اس کی رحمانیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر ایک کو اپنے رحم سے نوازتا رہے اور اس کی ضروریات کو پورا کرتا رہے۔ اور جو مانگنے والے ہیں ان کو اور بھی زیادہ بڑھ کر دینے والا ہے۔

انہوں نے بعض اختلافی باتوں کا بھی ذکر کیا کہ عورت کے بارہ میں یا فلاں فلاں چیز کے بارہ میں اختلافات ہیں۔ اختلافات تو بے شک ہیں، جیسا کہ میں نے کہا ہر ایک مذہب کی اپنی تعلیم ہے۔ اس میں اختلافات بھی ہوتے ہیں، لیکن اصل چیز ہے یہ دیکھنا کہ نیت کیا ہے؟ اگر کہیں اسلام نے عورتوں کے متعلق بعض باتیں کہیں کہ یہ نہ کریں تو یہ اس لیے نہیں کہ عورت کے احترام کو کم کیا جائے، عورت کے رتبے کو کم کیا جائے، بلکہ نیّت یہ تھی کہ اس سے عورت کا رتبہ اور احترام قائم ہو۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے، مرد کے پاؤں کے نیچے نہیں۔ یہ مقام عورت

کو اس لیے ملا کہ اس نے اپنے بچوں کی نگہداشت کی اور قوم کو بنایا۔ اور نیک عورت ہی ہے جس کی گود میں پلنے والے لوگ پھر قانون کا بھی احترام کرنے والے ہوتے ہیں، اعلیٰ اخلاق دکھانے والے ہوتے ہیں، اخلاق قدروں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان میں برداشت کا بھی مادہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے مذہب سے بھی رواداری کا سلوک کرتے ہیں۔ تو اصل چیز یہ ہے کہ نیّت کیا ہے۔ اور ہمارے نزدیک اگر نیّت نیک ہے تو باقی تعلیم تو ہر مذہب کی مختلف ہے، اور اس کے لیے ہر ایک کا اپنا اپنا مذہب ہے، اس پر چلے۔

دنیا میں اختلافات کو دور کرنے کے لیے ایک چیز یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہمارے اندر مشترک چیزیں کیا ہیں، یہ نہ دیکھیں کہ ہمارے اندر فرق کیا ہے؟ قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ اہل کتاب سے بھی کہہ دو، دوسرے مذہب والوں سے، یہودیوں سے، عیسائیوں سے کہو کہ آؤ ہم ایک مشترک چیز، جو ہمارے اندر ہے، وہ دیکھیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ ہماری تعلیم کی جزویات کیا ہیں۔ یہ دیکھو کہ ہمارے اندر common چیز کیا ہے۔ اور وہ common چیز خدا ہے، جو خدائے واحد ہے۔ ہم اس کو پوجنے والے ہیں، ہم اس کو ماننے والے ہیں اور وہ سب کا ربّ ہے۔ پس یہ مشترک چیز ہر مذہب میں پائی جاتی ہے اور جب ہم اس بات کو سمجھ لیں اور ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں اور یہ سمجھنے والے ہوں کہ سب مخلوق خدا نے پیدا کی ہے اور اس کی مخلوق ہے تو پھر مذہبی اختلافات یا کلچر کے اختلافات یا دوسرے فروعی اختلافات، ہر قسم کے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں۔

میئر صاحبہ نے بھی انہی انسانی قدروں کی بات کی جو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اب یہ اس شہر یا ان کے شہر کی بات نہیں ہے، اب تو پوری دنیا ایک Global Village بن چکی ہے۔ اور دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے اندر جہاں برداشت کا مادہ پیدا ہو وہاں دوسرے مذاہب کے لیے ادب اور احترام کا بھی مادہ پیدا ہو۔ اور اسی طرح ہم حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ امن سے اور پیار سے اور آشتی سے رہ سکتے ہیں۔

صوبائی ممبر صاحب نے بھی آزادی کے حق کی باتیں کیں۔ یہ ساری بڑی اچھی باتیں ہیں۔ ہم یہاں آئے، ہم نے یہاں اپنے آپ کو جذب کیا تو صرف اپنی ضرورت کے لیے نہیں۔ اکثریت جو احمدیوں کی یہاں بعض ملکوں سے آئی ہے ان کی persecution ہو رہی تھی، وہاں ان پہ ظلم ہو رہے تھے، ان کو مذہبی آزادی نہیں تھی، ان کے بہت سارے حقوق غصب ہو رہے تھے اس لیے وہ یہاں آئے۔ لیکن یہاں اگر ہم integrate ہو رہے ہیں تو صرف اس لیے نہیں کہ یہاں آ کر ہمیں یہ سہولتیں مل گئیں اور اگر ہم نے اپنا یہ اظہار نہ کیا تو کہیں سہولتیں واپس نہ لے لی جائیں۔ بے شک یہ بھی ضروری ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔ پس اس لحاظ سے یہ ہماری دینی ذمہ داری ہے کہ ہم یہاں کی حکومت کے، یہاں کے لوگوں کے شکرگزار ہوں جنہوں نے ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دی، اپنے اندر جذب کرنے کی اجازت دی اور اس کی وجہ سے ہمیں یہاں مذہبی آزادی بھی ہے اور دوسری آزادیاں بھی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اس ملک کے قانون کی پابندی کرنا اور یہاں کے لوگوں کا ادب و احترام کرنا ہمارے ایمان کا بھی حصہ ہے اور یہی ہمیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ملک کی محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔ پس جس ملک نے ہمیں جذب کیا، جس ملک میں ہم آ گئے، وہاں کی نیشنیلٹی مل گئی، اس ملک میں بعض جگہ ہماری دوسری اور تیسری نسل بھی شروع ہو گئی، تو اب یہ ملک جرمنی جو ہے، یہ ان کا ملک ہے اور اس سے وفاداری کرنا، جرمنی کے قانون کی پابندی کرنا، جرمنی کے ہر شہری کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اخلاق سے پیش آنا، مذہبی رواداری دکھانا، برداشت رکھنا، یہ سب اس لیے ضروری ہے کہ ملک میں امن قائم رہے۔ اور ملک میں امن قائم رکھنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے کیونکہ اسی سے ملک کی معاشی ترقی ہوتی ہے اور اسی سے ملک دوسرے لحاظ سے stable ہوتا ہے۔ پس ایمان کا تقاضا ہے کہ اب ہم یہاں رہ کر اس ملک کی خدمت کریں۔ قطع نظر اس کے کہ کون کس مذہب کا ہے یا کیا قانون ہے، جو بھی قانون ہیں اس کی پابندی کرنا ہمارے لیے ضروری ہے اور ہر سچے مسلمان کے لیے ملک کی خدمت کرنا ضروری ہے۔

آزادیٔ مذہب کی بات کی گئی، تو میں دوبارہ یہی کہوں گا کہ ہم آزادیٔ مذہب کو قائم رکھیں گے تو امن کے اظہار ہوتے رہیں گے۔ ایک دوسرے کے مذہب کو چھیڑیں گے تو امن قائم نہیں رہ سکتا، بے چینیاں پیدا ہوں گی، اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے لیے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں اور ہر شخص چاہے وہ عیسائی ہے یا یہودی ہے، مسلمان ہے، ہندو ہے، سِکھ ہے یا کسی بھی مذہب کا ہے، وہ دوسرے مذہب کی عزّت اور احترام کرے اور ان کو یہ حق دے کہ وہ جس مذہب کو بھی اپنائیں، اس کا اظہار بھی کر سکیں اور اس کے مطابق عمل بھی کر سکیں۔

قرآن کریم نے کہا ہے کہ مذہب دل کا معاملہ ہے اور اس میں کوئی زبردستی نہیں۔ جب زبردستی نہیں اور دل کا معاملہ ہے تو پھر ہر ایک کو حق ہے، کوئی یہودی بننا پسند کرتا ہے تو یہودی ہو سکتا ہے، یا کوئی عیسائی بننا پسند کرتا ہے تو عیسائی ہو سکتا ہے۔ یا مسلمان بننا پسند کرتا ہے تو مسلمان ہو سکتا ہے۔ ایک تو ایک دوسرے کے لیے نفرتیں نہیں ہونی چاہئیں، دوسرے کسی قسم کی روک نہیں ہونی چاہیے اور یہی خوبی ابھی تک جرمنی اور دوسرے مغربی ممالک میں ہے کہ یہاں مذہبی آزادی ہے اور جب تک یہ مذہبی آزادی قائم رہے گی، یہاں امن بھی قائم رہے گا اور ملک ترقی بھی کرتا چلا جائے گا۔

وفاقی پارلیمینٹ کے ممبر نے بھی باتیں کیں اور بڑی عمدہ بات کی کہ مسجد تو امن کا نشان ہے۔ مسجد کی تعمیر سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ مسلمان یہاں integrate ہونا چاہتے ہیں۔ یقیناً مسجد کی تعمیر جہاں ہمارے لیے خوشی کا

باعث ہے، وہاں اس بات کا بھی اظہار ہے کہ ہم اس ملک کا حصہ ہیں اور مل جل کر اس ملک کی ترقی کا بھی حصہ بننا چاہتے ہیں اور اپنی مذہب کی روایات کے مطابق، اپنی مذہب کی تعلیم کے مطابق عبادت کرتے ہوئے اس ملک کی بہتری کے لیے جو کچھ بھی ہوسکتا ہے وہ کرنا چاہتے ہیں اور کریں گے اور یہی مسجدوں کی اہمیت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے بھی بڑا واضح فرمایا ہے کہ مسجد میں آنے کے بعد اگر تم لوگ یتیموں کا خیال نہیں رکھتے، انسانی قدروں کا خیال نہیں رکھتے، دوسروں کو دکھ پہنچاتے ہو تو تمہاری نمازیں، تمہارا مسجد میں آنا، یہ مسجد تعمیر کرنا بے فائدہ ہے۔ پس یہ مسجد کی تعمیر ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہم نے اس تعمیر کے ساتھ جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت میں بڑھنا ہے وہاں ایک دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھنا ہے۔ چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو یا لا مذہب ہو، اس کے جذبات کا خیال رکھنا ہے۔ اور مذہبی اختلافات کو سامنے لانے کی بجائے جو مشترک چیزیں ہیں ان کو سامنے لانا ہے تا کہ ہم ایک ہو کر کام کرسکیں اور ملک اور قوم کی بہتری کے لیے کام کرسکیں۔

اس کے بعد میں احمدیوں کو بھی یہی کہوں گا کہ اس مسجد بننے کے بعد اب آپ لوگوں کی، جو اس علاقہ میں رہتے ہیں، ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ پہلے سے بڑھ کر اس بات کا اظہار کریں کہ آپ لوگ ملک اور قوم کے وفادار ہیں۔ آپ لوگ اخلاقی قدروں کا پاس کرنے والے ہیں، ان کا اظہار کرنے والے ہیں، ان کو نبھانے والے ہیں اور ہر احمدی سے پہلے سے بڑھ کر اس بات کا بھی اظہار ہونا چاہیے کہ ہم اب یہاں پیار اور محبت اور صلح و آشتی کی فضا قائم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب کا شکریہ۔

حضور انور کا خطاب چھ بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی جس میں مہمانان اپنے اپنے طریق کے مطابق شامل ہوئے۔ بعد ازاں تمام مہمانان نے حضور انور کی معیت میں کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر تک اسی مجلس میں تشریف فرما رہے۔ شامل ہونے والے اِن مہمانوں پر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کے خطاب نے گہرے تاثرات چھوڑے۔ چنانچہ اس دوران بہت سے مہمان حضور کے پاس بڑے اشتیاق کے ساتھ حاضر ہو کر ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔ ان مہمانوں کی درخواست پر حضور انور ان کے ساتھ تصاویر بھی بنواتے رہے۔ مہمانوں کا اشتیاق اس قدر تھا کہ جب تک حضور تشریف فرما رہے سبھی مہمان اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے حضور انور کی زیارت سے مستفیض ہوتے رہے اور جب حضور واپس تشریف لے جانے لگے تو حضور انور کو قریب سے ایک نظر دیکھنے کے لئے اپنی جگہوں سے اٹھ کر راستہ کے اطراف پر آ کھڑے ہوئے اور ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی محبت کا اظہار کرنے لگے۔ اس موقع پر بعض مہمان اپنے کیمروں اور سمارٹ فون کے ذریعہ حضور انور کی تصاویر بھی بناتے رہے۔ اس طرح سے یہ مبارک اور پُرمسرت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی، الحمدللہ۔

مسجد بیت البصیر مہدی آباد کے افتتاح کی تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں کی کل تعداد 170 تھی۔ جن میں مندرجہ ذیل بعض اہم شخصیات بھی شامل تھیں:

ممبر آف نیشنل اسمبلی Mr.Gero Storjohann

لارڈ میئر آف نارڈرسٹڈ Mrs. Elke Christina

ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی Mrs. Kirsten Eickhoff-Weber

ممبر صوبائی اسمبلی Mr. Tobias von der Heide

ممبر صوبائی اسمبلی Mr. Stefan Weber

گرین پارٹی کی سرکردہ راہنما Mrs. Karla Frieben-Wischer

ناہے ٹاؤن کے میئر Mr. Manfred

ناہے کے سیکنڈ میئر Mr. Marc Andre Ehlers

Mayor Henstedt-Ulzburg

Mayor Kayhude

Mayor Kisdorf

ممبر آف ڈسٹرکٹ پارلیمنٹ Mr. Joachim Brunkhorst

ضلعی پارلیمنٹ باڈ زیگبرگ کے صدر Mr. Claus Peter Dieck

اس طرح زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے بہت سے مہمان شامل تھے۔

بقیہ: خوش نصیب بستی از صفحہ 24

کی 100 سالہ تاریخ اخبارات اور فوٹوز کی شکل میں محفوظ ہے۔ ان تاریخی نوادرات کی وجہ سے یہ میوزیم زائرین کی دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔ اس میوزیم کے علاوہ چند ایک پارکس بھی قابل ذکر ہیں۔ نارڈرسٹڈ کے ایک محلہ ہارکس ہائیڈے میں شہر کا مرکزی پارک ہے جس میں واٹرسکی اور آوٹ ڈور پول کی سہولت بھی موجود ہے۔ گارشٹڈ میں وِلّی برانڈٹ پارک اور موربک پارک نارڈرسٹڈ Mitte میں واقع ہے۔ یہ پارکس نہایت خوبصورت اور قابل دید ہیں اور علاقہ میں سیّاحوں کی دلچسپی کا باعث ہیں۔ اسی طرح یہاں ایک بہت بڑا مسقّف شاپنگ سنٹر بھی ہے جس میں مشہور بڑے سٹورز ہیں۔ ان سٹورز کے درمیان ایک وسیع مسقّف گزرگاہ ہے جہاں سالہا سال سے جماعت احمدیہ کا ایک تبلیغی سٹینڈ ہفتہ کے روز لگایا جاتا ہے۔

1981ء سے لگائے جانے والے تبلیغی سٹینڈ کا منظر

نارڈرسٹڈ کو بلدیہ کا درجہ ملے ہوئے اب پچاس سال ہوگئے ہیں۔ اس میں غیر جرمنوں کی تعداد آٹھ فیصد ہوگئی ہے۔ اس بلدیہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ جب ستمبر 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جرمنی کے دورہ پر تشریف لائے تو میئر بلدیہ نے بھی ایک استقبالیہ پیش کیا۔ نارڈرسٹڈ میں سماجی اعتبار سے نہایت روادار شہر ہے۔ مسلمانوں کے لئے قبرستان میں ایک قطعہ مخصوص کیا گیا ہے جسے شرعی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی عمدگی کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔

مہدی آباد کا

تعمیراتی ماسٹر پلان

مہدی آباد سو مساجد سکیم کا اولین پھل تھا لیکن قانونی مسائل کی وجہ سے یہاں ایک لمبے عرصہ تک مسجد تعمیر نہ ہوسکی۔ تاہم جماعت اس کے لئے مسلسل کوشاں رہی اور بالآخر 2006ء میں متعلقہ اداروں کے ساتھ ایک طویل جد و جہد کے بعد یہ طے پایا کہ اگر یہاں کچھ لوگ آباد ہوں تو مسجد کی تعمیر بھی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ شعبہ جائیداد جرمنی نے مہدی آباد کے اندرون آبادی والے قطعہ اراضی کے لئے ایک ماسٹر پلان تیار کیا اور یہاں آٹھ گھروں پر مشتمل ایک رہائشی کالونی کی منصوبہ بندی کی۔ اس منصوبہ کی اجازت ملنے پر اس حصہ کا ایک نقشہ بنا کر اس میں بنیادی ترقیاتی کام کئے گئے اور احباب جماعت کو دعوت دی گئی کہ اپنے لئے گھر بنانے کے لئے یہاں قطعات اراضی خریدیں۔ اس کالونی میں سب سے اوّل سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک قطعہ زمین اپنی رہائش گاہ تعمیر کرنے کے لئے مخصوص کرایا۔ اسی طرح بعض دیگر احباب نے بھی یہاں قطعات خرید کئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے قطعہ زمین پر اپنی رہائش گاہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے 8/دسمبر 2012ء بروز ہفتہ بیت الرشید ہمبرگ سے ”مہدی آباد“ تشریف لائے۔ ہر چند کہ اس روز یہاں شدید برفباری ہوئی تھی لیکن اپنے محبوب آقا کے استقبال کے لئے مہدی آباد اور اردگرد کی جماعتوں سے کثیر تعداد میں احباب جماعت جمع تھے جنہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہاں تشریف آوری پر اپنے آقا کا والہانہ استقبال کیا۔

اُس روز یہاں چار مکانات کے سنگ بنیاد رکھے گئے۔ سب سے پہلے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے سنگ بنیاد کے لئے پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد

حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ مہدی آباد میں اپنے گھر کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے

حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے ایک اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم صدر صاحب مہدی آباد کو بھی ایک ایک اینٹ نصب کرنے کی سعادت ملی۔ اس کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

دوسرا گھر مکرم عظیم بٹ صاحب ڈیٹنسن باغ جرمنی کا ہے۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس گھر کا سنگ بنیاد رکھا اور پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم عظیم بٹ صاحب، ان کی اہلیہ صبیحہ بٹ صاحبہ اور بیٹی آئیلین Aylin بٹ صاحبہ نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

تیسرا گھر مکرم حبیب اللہ طارق صاحب صدر جماعت مہدی آباد کا ہے۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس گھر کی بنیاد میں بھی پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم حبیب اللہ طارق صاحب اور ان کی اہلیہ انگیلا طارق صاحبہ اور بیٹے یاسین طارق نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ بعد ازاں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

چوتھا گھر مکرم ندیم احمد بٹ صاحب (یو ایس اے) کا ہے۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس گھر کی بنیاد میں بھی پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی، ندیم احمد بٹ صاحب اور ان کی اہلیہ نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔ آخر پر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

سنگ بنیاد کے اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ ہال میں تشریف لے آئے جہاں دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مہدی آباد اور دیگر ساتھ والی جماعتوں سے آنے والے تمام احباب نے اپنے آقا کی معیت میں کھانا تناول کیا۔ (الفضل انٹرنیشنل 18 تا 24 جنوری 2013ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ تعمیر ہوچکی ہے اور حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالیہ دورہ مہدی آباد (اکتوبر 2019ء) کے دوران چار روز تک اسی رہائش گاہ میں قیام فرمایا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرمہ امتہ الرشید بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ مکرمہ امتہ الرشید بیگم صاحبہ زوجہ سید احمد زمان عباسی صاحب مرحوم مؤرخہ 6 مارچ 2020ء شام چھ بجے بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ، نماز و روزہ کی پابند، جماعتی چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹی مکرمہ مسرت مرزا صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی سرائے نصرت کی نگران کے طور پر غیر معمولی خدمت سرانجام دیتی رہی ہیں۔

(سید محمود زمان عباسی۔ فرانکفرٹ)

محترمہ فضیلت عارف صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ فضیلت عارف صاحبہ زوجہ حاجی محمد اقبال صاحب ساکن بھیرہ ضلع سرگودھا مؤرخہ 29 فروری 2020ء بعمر 82 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عرصہ دس سال سے جرمنی کے شہر Karlsruhe میں مقیم تھیں۔ مرحومہ مخلص احمدی اور غریب پرور خاتون تھیں۔ مرحومہ نے سوگواران میں دو بیٹے اور ایک بیٹی پیچھے چھوڑے ہیں۔

(محمود احمد اعوان، جماعت Gross Umstadt)

مکرم مرزا مسیح احمد صاحب

خاکسار کے سسر مکرم مرزا مسیح احمد صاحب ولد مکرم مرزا احمد شفیع صاحب مرحوم مؤرخہ 28 مارچ 2020ء کی شام ایک طویل بیماری کے بعد Bad Homburg میں بعمر 74 سال اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آپ کے لواحقین میں اہلیہ، دو بیٹیاں، دو نواسیاں اور دو نواسے شامل ہیں۔ (شہریار احمد Bad Homburg)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ میں سے بعض اہم نکات

جماعتیں مبلغین اور مربیان کا مطالبہ کرتی ہیں تو پھر واقفینِ نَو کو جامعہ میں پڑھنے کے لئے تیار بھی کریں...صرف مربی مبلغ کے لئے نہیں بلکہ جامعہ میں پڑھ کے، دینی علم حاصل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم کے لئے بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔ ان کو جامعہ میں پڑھانے کے بعد مختلف زبانوں میں سپیشلائز بھی کرایا جاسکتا ہے...جامعہ احمدیہ پر یہاں یا جرمنی میں یا بعض جگہ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہاں پڑھائی اچھی نہیں ہے۔ یہ بالکل بودے اعتراض ہیں...پس جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں اور بعض طلباء کو جامعہ آنے یا داخلہ لینے سے بددل کرتے ہیں، یہ لوگ صرف فتنہ ہیں یا اُن میں نفاق کا رنگ ہے۔ اس لئے اُن کو بھی استغفار کرنی چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 40،41،42)

Fax: 06158-87837-37 | Tel: 06158-87837-0

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ماہ ستمبر 2020ء سے ہو رہا ہے، انشاء اللہ۔ جامعہ احمدیہ میں داخلے کے خواہشمند جامعہ احمدیہ جرمنی ریڈ شٹڈ کے دفتر یا ویب سائٹ www.jamia.de سے داخلہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواست صدر جماعت و لوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 30 جولائی 2020ء تک مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔

Jamia Ahmadiyya Deutschland Am Alten Grenzstein 4-6, 64560 Riedstadt - Goddelau

تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقف نو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلے کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

- امیدوار کم از کم دس جماعتیں (Realschulabschluss) پاس کر چکا ہو تاہم Abitur کرنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔
- امیدوار کی عمر زیادہ سے زیادہ 18 سال ہو البتہ Abitur ہونے کی صورت میں عمر میں اسی لحاظ سے رعایت ہوگی۔
- امیدوار کو قرآن کریم صحت تلفظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو یہ اضافی اہلیت شمار ہوگی۔
- اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہو نیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔
- جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت اور عمر کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔
- بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دے سکتے ہیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔
- کسی دوسرے ملک سے جرمنی آ کر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔
- امیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔
- داخلے کا فیصلہ ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملا کر رزلٹ کی بنیاد پر کیا جائے گا۔
- امیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

نوٹ: داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

دفتری اوقات کار: Mo-Sa: 08.00 – 14.00 Uhr, Freitag: 08.00 – 11.00 Uhr

حالات کے پیشِ نظر انٹرویو اور ٹیسٹ کی تاریخوں میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ (پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

Ramadan Plan 1441 hidschri (2020)

FRANKFURT

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ (2:184)

O die ihr glaubt! Fasten ist euch vorgeschrieben, wie es denen vor euch vorgeschrieben war, auf daß ihr euch schützet.

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) سے فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

Ramadan Programm

رمضان پروگرام

Nr.	Datum	Tag	Fastenbeg.	Fasten-brechen
نمبر	تاریخ	دن	انتہائے سحر	وقت افطار
Die ersten zehn Tage der Gnade پہلا عشرہ رحمت				
1.	25.04.2020	Sa	04:51	20:38
2.	26.04.2020	So	04:49	20:39
3.	27.04.2020	Mo	04:46	20:41
4.	28.04.2020	Di	04:44	20:42
5.	29.04.2020	Mi	04:42	20:44
6.	30.04.2020	Do	04:39	20:45
7.	01.05.2020	Fr	04:37	20:47
8.	02.05.2020	Sa	04:35	20:49
9.	03.05.2020	So	04:32	20:50
10.	04.05.2020	Mo	04:30	20:52
Die nächsten zehn Tage der Vergebung دوسرا عشرہ مغفرت				
11.	05.05.2020	Di	04:28	20:53
12.	06.05.2020	Mi	04:25	20:55
13.	07.05.2020	Do	04:23	20:56
14.	08.05.2020	Fr	04:21	20:58
15.	09.05.2020	Sa	04:19	20:59
16.	10.05.2020	So	04:17	21:01
17.	11.05.2020	Mo	04:14	21:02
18.	12.05.2020	Di	04:12	21:04
19.	13.05.2020	Mi	04:10	21:05
20.	14.05.2020	Do	04:08	21:06
Die letzten zehn Tage der Erlösung von der Hölle				
تیسرا عشرہ جہنم کی آگ سے نجات				
21.	15.05.2020	Fr	04:06	21:08
22.	16.05.2020	Sa	04:04	21:09
23.	17.05.2020	So	04:02	21:11
24.	18.05.2020	Mo	04:00	21:12
25.	19.05.2020	Di	03:58	21:13
26.	20.05.2020	Mi	03:56	21:15
27.	21.05.2020	Do	03:54	21:16
28.	22.05.2020	Fr	03:52	21:17
29.	23.05.2020	Sa	03:50	21:19
30	24.05.2020	So	03:49	21:20

Die Verrichtung des Gebets (Namaz)

Seien Sie verbindlich bei der Verrichtung der fünfmaligen Gebete in Gemeinschaft sowie dem Tarawih Gebet und dem individuellen Tahadschud Gebet.

Rezitation des Heiligen Qur'an

Jedes Mitglied der Jamaat sollte täglich einen Kapitel des Heiligen Qur'an rezitieren, sodass der Heiligen Qur'an im Monat Ramadan mindestens einmal vollständig durchgelesen wird. Sofern es möglich ist, sollte auch die Übersetzung gelesen werden.

Fasten

Es ist die Pflicht eines erwachsenen, gesunden Muslimen und einen Muslimen, der nicht auf Reisen ist, zu fasten. Andernfalls verhält er sich ungehorsam gegenüber Allah. Der Heilige Prophet[SAW] bezeichnete den Monat Ramadan als „Shahr-ul-Mawasaat" d.h. Monat des Mitgefühls und der Fürsorge. In diesem Monat sollte viel Wert auf das Spenden (Sadqa) gelegt werden. Eine Person, die aufgrund einer chronischen Krankheit oder hohem Alter überhaupt nicht fasten kann, sollte täglich zwei Mahlzeiten für einen bedürftigen Menschen spenden (Fidya).

Iʿtikāf

Der Heilige Prophet [SAW] sagte über diejenigen, die das Iʿtikāf vollziehen: „Die Iʿtikāf-Vollziehende Person bleibt auf Grund des Iʿtikāfs vor sämtlichen Sünden geschützt. Sie erhält den Lohn für die guten Taten, die sie vor dem Iʿtikāf tätigte, genauso weiter, als ob sie diese auch weiterhin tut."

Sadqatul Fitr — **صدقۃ الفطر**

3,-€ p.P — 3یورو فی کس

Īd Fund — **عید فنڈ**

10,-€ pro erwerbstätiger/e — 10یورو ہر کمانے والے فرد پر

Fidya — **فدیہ**

Mind. 80,-€ — کم از کم 80یورو

قیام نماز

پنجوقتہ نماز باجماعت، نماز تراویح اور انفرادی نماز تہجد کے قیام کو یقینی بنائیں۔

تلاوت قرآن کریم

ہر فردِ جماعت روزانہ کم از کم ایک پارہ تلاوت کرے تا کہ رمضان میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کر سکے۔ نیز قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھنے کی بھپور کوشش کی جائے۔

روزہ

بالغ، تندرست اور مقیم مسلمان پر روزے رکھنا لازمی ہیں ورنہ نافرمانوں میں شمار ہو گا۔ اس مہینے میں صدقہ و خیرات پر زور دینا چاہئیے۔ جو شخص دائمی بیماری یا بڑھاپے وغیرہ کے باعث مستقل طور پر روزہ نہیں رکھ سکتا اس کے لئے ضروری ہے کہ روزانہ ایک مسکین کو (دو وقت کا کھانا) بطور فدیہ ادا کرے۔

اعتکاف

آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسے ان نیکیوں کا بدلہ جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح ملتا رہتا ہے جیسے کہ وہ اب بھی بجالا رہا ہے۔

روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ (الحکم 17 جنوری 1907ء)

Freiwilliges Fasten im Monat Schawwāl

ماہ شوال کے نفلی روزے

Datum	Tag	Fastenbeg.	Fastenbrechen
26.05.2020	Di	03:45	21:22
27.05.2020	MI	03:44	21:23
28.05.2020	Do	03:42	21:25
29.05.2020	Fr	03:40	21:26
30.05.2020	Sa	03:39	21:27
31.05.2020	So	03:38	21:28

سحری کی دعا

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ترجمہ: میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی

افطاری کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّى لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں

عید الفطر

25.05.2020 am Montag

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ

Kontakt: tarbiyyat@ahmadiyya.de

In den Moscheen / Gebetszentren werden die Gebetszeiten von den lokalen Präsidenten der Jamaat bekanntgegeben.

مساجد / نماز سنٹرز میں نمازوں کے اوقات مقامی صدر جماعت / حلقہ افراد جماعت تک پہنچائیں گے۔

Monthly Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 21 | ISSUE 04 | APRIL 2020
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir